أولم يروا أنا جعلنا حرما آمنا 〈القرآن〉

ماہنامہ

گلستان حرم

اسلام آباد

امین روایات حرم

شعبان المعظم، رجب المرجب

1445ھ فروری 2024ء

مدیر اعلیٰ

قائد وحدت داعی اتحاد امت
شیخ الحدیث والتفسیر

مفتی گلزار احمد نعیمی

مرکزی صدر جماعت اہل حرم پاکستان
پرنسپل جامعہ نعیمیہ (گلزار فاطمہ) اسلام آباد

نقد حدیث کا تعارف
تاریخ وترویج اور ضرورت واہمیت

احترام انسانیت

رپورٹ

اسلام میں سیاست کی اہمیت

ماہ رجب المرجب کے فضائل وواقعات

www.ahleharam.com

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا (القرآن)

ماہنامہ گلستان حرم اسلام آباد

رجب شعبان 1445ھ

امین روایات حرم

فروری 2024

مدیر اعلیٰ

قائد وحدت داعی اتحاد امت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی گلزار احمد نعیمی

مرکزی صدر جماعت اہل حرم پاکستان پرنسپل جامعہ نعیمیہ (گلزار فاطمہ) اسلام آباد

مدیر مسؤل

صاحبزادہ کاشف گلزار نعیمی

صدر یوتھ ونگ، جماعت اہل حرم پاکستان

قانونی مشیر

سفیر احمد فرخ ایڈووکیٹ

شاعیہ گلزار نعیمی ایڈووکیٹ

مجلس تحریر ومشاورت

علامہ وسیم اعجاز نعیمی
علامہ محمد طاہر نعیمی
سائرہ جبین
ارم شفیق
توصیف راحت

www.ahleharam.com

برائے رابطہ: 03185244567

ہیڈ آفس: جامعہ نعیمیہ (گلزار فاطمہ) اسلام آباد، نیلم روڈ سیکٹر جی نائن تھری

آئینہ گلستان حرم

حمد	فواد حسن فواد	03
نعت	کفایت علی مراد آبادی	04
ادرایہ	مدیر اعلیٰ	05
احترام انسانیت	مفتی گلزار احمد نعیمی	07
نقد حدیث کا تعارف	صاجزادہ کاشف گلزار نعیمی	12
ماہ رجب المرجب کے فضائل واقعات	ڈاکٹر مفتی ندیم ربانی	17
اسلام میں سیاست کی اہمیت	سائرہ جبین ملک	25
رپورٹ (خاتون جنت کانفرنس)		30

حمد باری تعالیٰ

فواد حسن فواد

اگر کبھی وہ ہمیں کچھ سزا بھی دیتا ہے
کریم ایسا ہے اُس کی جزاء بھی دیتا ہے

کبھی بساط سے زیادہ نہ دے کوئی تکلیف
جو ظرف کم ہو تو اُس کو بڑھا بھی دیتا ہے

عجیب صاحبِ اسرار ہے مرا ستار
ہزار عیب ہوں اُن کو چھپا بھی دیتا ہے

عطا پہ آئے تو دنیا میں معتبر کر دے
بس ایک موج کو دریا بنا بھی دیتا ہے

قدیر ایسا کہ ہر فیصلہ اٹل اُس کا
سمندروں میں جزیرے بنا بھی دیتا ہے

ہے اِک اُسی کو ہی اعجاز اسمِ کُن فَیَکُون
اِس ایک اسم سے محشر اٹھا بھی دیتا ہے

اُتار دیتا ہے سورج کو رات میں فواد
پھر اُسکی کوکھ سے دِن اِک نیا بھی دیتا ہے

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کفایت علی مرادآبادی

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں ہو تم
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نام شاہان جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشان پنجتن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحب لو لاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

ادرایہ
ایران پاکستان کا حالیہ قضیہ

مدیر اعلیٰ

2024ء کے پہلے مہینے جنوری میں اس وقت بہت قابل افسوس صورتحال پیدا ہوئی، جب اسلامی جمہوریہ ایران نے 16 جنوری 2024 کو بلوچستان کے مشہور خطے پنجگور پر حملہ کیا۔اس حملہ کے بعد پاکستان نے 18 جنوری 2024 کو ایران کے ان علاقوں پر حملہ کیا جہاں بلوچ علیحدگی پسند دہشت گردوں کے ٹھکانے تھے۔ پاکستان نے دعویٰ کیا کہ اس نے ملک دشمن عناصر کی کمین گاہوں پر حملہ کیا اور اس حملہ کا ایران کی عوام یا سیکیورٹی انسٹالیشنز ہدف نہیں تھیں۔ان دوطرفہ حملوں کی وجہ سے پاکستان اور ایران کے سفارتی تعلقات منقطع ہو گئے تھے مگر یہ بہت مختصر وقت کے لیے تھے۔گزشتہ دن بروز سوموار 29 جنوری 2024 کو ایرانی وزیر خارجہ نے پاکستان کا خیر سگالی کا دورہ کیا اور سفارتی تعلقات میں جو رکاوٹ آئی تھی وہ رکاوٹ اور تعطل ختم ہوگیا۔الحمدللہ! ایران کے پاکستان کے ساتھ تعلقات صرف ایک ہمسائے کے ہی نہیں ہیں بلکہ یہ دونوں اسلامی برادر ملک ہیں جو صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔اگرچہ پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے تقریباً 75 سال ہوئے ہیں۔ پاکستان کی عوام اور ایران کی عوام صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ برصغیر کے سلاطین مذہبی ہوں، روحانی پیشوا یہ سب عجم کے انہیں ریگزاروں سے آئے تھے جو آج اسلامی جمہوریہ ایران کا حصہ ہیں۔انہی مضبوط رشتوں کی وجہ سے ایران نے ہمیشہ پاکستان کے ساتھ بڑے بھائی کا سلوک روا رکھا ہے۔65ء کی جنگ ہو یا 71ء کی ایران نے ہمیشہ پاکستان کی پشت بانی کی ہے۔تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کے فوراً بعد جس اسلامی ملک نے ہمیں فوراً تسلیم کیا وہ ایران ہی ہے۔ایرانی وزیرخارجہ جناب حسین امیر عبداللہیان کے دورے کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس دورے سے وہ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات بحال ہو گئے ہیں جو بارڈر پر غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے عارضی طور پر منقطع ہو گئے تھے۔دوسری اہم چیز یہ ہوئی کہ ایران نے ایران پاک گیس لائن منصوبہ کی ڈیڈ لائن میں ایک سو اسی (180) دن کی مزید توسیع کر دی۔اب یہ ڈیڈ لائن ستمبر 2024ء تک بڑھا دی گئی ہے۔اس سے بڑھ کر ایران نے اپنے ماہرین کی خدمات بھی پیش کر دی ہیں تاکہ اس منصوبے کو آسانی سے تکمیل کے مراحل سے گزارا جا سکے۔بصورت دیگر ایران بین الاقوامی ثالثی فورم (پیرس) میں وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف اٹھارہ (18) ارب ڈالر کا ہرجانے کا دعویٰ دائر کرے گا۔تکنیکی ماہرین کی خدمات پیش کر کے ایران یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک برادر اسلامی ہمسایہ ملک کے خلاف اسے کسی فورم پر نہ جانا پڑے۔ایران کے عالمی قوانین اور لیگل فریم اور گیس انجینیئرز پر مشتمل ایران سے ٹیم فروری کے دوسرے ہفتے میں پاکستان کا دورہ کرے گی تاکہ ایک قابل عمل حکمت عملی تیار کی جائے اور کسی بھی قسم کے جھگڑے سے بچا جا سکے۔

یہ گیس پائپ لائن کا معاہدہ 2014ء سے زیر التوا ہے اور تاخیر کی وجہ صرف اور صرف پاکستانی حکام کا مغربی طاقتوں بالخصوص امریکہ سے خوف ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان گیس کے حوالے سے شدید مشکلات کا شکار ہے اور عوام الناس پورے پاکستان میں اس شدید سردی

اور جاڑے کے موسم میں مر رہے ہیں۔ چھوٹے بچے روزانہ کی بنیاد پر مر رہے ہیں۔ ناقابل برداشت بلوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہیں مگر گیس سے پھر بھی محروم ہیں۔ اگر یہ منصوبہ مکمل ہو جائے تو ہزاروں جانیں جو ابھی تک تلف ہو چکی ہیں انہیں مزید ہلاکتوں سے بچایا جا سکتا ہے۔ مگر پاکستانی حکام اور سیاستدان امریکی خواہشات کے غلام ہیں انہیں پتہ ہے کہ اگر ہم نے ایران سے گیس لی تو امریکہ ہم سے ناراض ہو جائے گا۔ الغرض یہ تیسرا نوٹس ہے جو ایران نے پاکستان کو بھیجا ہے۔ قبل ازیں 2019ء کو پہلا اور 2022ء میں دوسرا نوٹس بھیجا تھا۔ پاکستان کے پاس اس منصوبے کو مکمل نہ کرنے کی اس کے علاوہ کوئی دلیل نہیں ہے کہ ایران پر امریکہ کی پابندیاں ہیں۔ حیرت ہے کہ بھارت اپنی پٹرولیم ضروریات کا ایک اہم حصہ ایران سے پورا کرتا ہے، عراق اور ترکی ایران سے گیس لے رہا ہے صرف ہم ہیں کہ امریکی خوشنودی کا حصول ہمیں عوام کی ضروریات سے زیادہ عزیز ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ سمگلر زہر قسم کی مصنوعات غیر قانونی طریقے سے پاکستان سمگل کر کے پاکستانی معیشت کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں اس پر پاکستانی حکام کو کوئی اعتراض نہیں اور امریکہ بھی خوش ہے۔ امریکہ کو ہر اس چیز پر اعتراض ہوتا ہے جو پاکستان کے استحکام کا سبب بنتی ہے، جو عوامی سہولت کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ پاکستان صرف اس وجہ سے اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو پا رہا ہے کہ یہ مفاد پرست سیاست دانوں اور حکام کے چنگل میں بہت بری طرح پھنسا ہوا ہے۔ میری دانست میں جب تک ملک امریکی غلاموں کے چنگل سے آزاد نہیں ہوتا اس وقت تک اسے معاشی اور سیاسی استحکام نصیب نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کے عوام خوشحال ہو سکتے ہیں۔

احترام انسانیت

مفتی گلزار احمد نعیمی
سربراہ جماعت اہل حرم پاکستان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں انسان کی عزت اور اس کے شرف کے حوالے سے نہایت محکم آیات کے ذریعے سے اپنے ارشادات عالیہ عطاء فرمائے ہیں۔ان آیات بینات سے مترشح ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ جل جلالہ نے اس کرہ ارضی پر اپنا نائب اور نمائندہ بنا کے خلق فرمایا ہے،اسے بحر و بر کی بادشاہت عطا فرمائی۔ارشاد ہوا:

ولقد کرمنا بنی ادم وحملنٰھم فی البرو البحر ورزقنٰھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً (1)

ترجمہ:”اور بے شک ہم نے انسان کو عزت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں خشکی اور تری کا کنٹرول عطا کیا اور طیبٰت سے انہیں رزق عطا فرمایا اور ہم نے انہیں اپنی اکثر تخلیق کردہ مخلوق پر مکمل فضلیت عطا کی“۔

اس آیہ مبارکہ پر اگر غور کیا جائے تو اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ ہم نے بنی آدم یعنی حضرت انسان کو عزت عطا فرمائی اور زمین اور سمندر کو اس کے زیر نگیں فرما دیا۔یہ عزت و تکریم اور یہ بزرگی اسے محض انسان ہونے کی وجہ سے عطا فرمائی یہ سمندروں کی حکمرانی اسے صرف انسانی شرف کی وجہ سے دی۔اس کا کالے یا گورے،قوم یا قبیلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔کالا گورا قوم قبیلے کے تمام امتیازات،عربی اور عجمی ہونے کے امتیازات علاقائی اور نسلی امتیازات کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔اسی لیے اس نے تمام انسانوں کو ایک طریقے سے اور نفس واحدہ سے پیدا فرمایا۔

سورۃ نساء میں ارشاد ہوا۔

یا یھا الناس اتقو ا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیر اًونساء واتقواللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیباً (2)

ترجمہ:۔۔۔

اس آیہ مبارکہ میں ارشاد خداوندی ہے اے انسانوں!

اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا فرمایا ہے،جب تمام انسانوں کو نفس واحدہ سے پیدا کیا گیا ہے تو انکا خون بھی یکساں

ہے، انکی عزت وحرمت بھی یکساں ہے اور انکی عزت وتکریم بھی برابر ہے۔

اسی طرح سورۃ التین میں فرمایا:

ترجمہ: ''انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم، طور سینا (پہاڑ) کی قسم اور اس پر امن شہر کی قسم بے شک ہم نے انسان کو بہترین حالت درستگی میں پیدا کیا''

ان آیات میں انسانی تخلیق کو بیان کرنے سے قبل اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چار قسمیں کھائیں اور پھر فرمایا کہ ہم نے انسان کو بہترین حالت درستگی یعنی اعتدال پر پیدا فرمایا۔ یقیناً یہ ایک بہت غیر معمولی بات تھی جس کو اللہ رب العزت نے چار قسموں کے ساتھ مئوکد فرمایا، احسن تقویم کے لبادہ میں سب انسان کی خلعت فاخرہ بلا امتیاز عطا کی گئی ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایک روایت نقل کی ہے معرور بن سوید بیان کرتے ہیں کہ مقام ربذہ (جہاں حضرت ابو ذر کو جلاوطن کیا گیا) پر میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا اس وقت ابو ذر اور آپکے غلام نے ایک جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔ میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو گالی دی اور اسکی ماں کا طعنہ دیا۔ سرکار دو جہاں والیٔ غلاماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ذر تو نے اسے اسکی ماں کا طعنہ دیا، تمہارے اندر ابھی جہالت کا اثر موجود ہے، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔

جعلهم الله تحت ايديكم

اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔

جس شخص کی ماتحتی میں اسکا بھائی ہو تو اسے وہی کچھ کھلائے جو خود کھاتا ہے، اسے وہی کچھ پہنائے جو خود پہنتا ہے اور انہیں ایسی تکلیف میں مت ڈالے جو ان کے لیے ناقابل برداشت ہو، اگر کوئی مشکل کام ان کے ذمہ لگاؤ تو پھر انکی معاونت بھی کرو۔ (3)

حدیث ابو ذرؓ سے واضح ہوتا ہے کہ تمام انسان، انسانیت میں برابر ہیں۔ ایک غلام کی عزت آقا کی عزت کے برابر ہے۔ آقا و غلام کے خون کی حرمت برابر ہے۔ حاکم اور محکوم کی عزت یکساں ہے۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے

ما اطيبك واطيب ريحك، ما اعظمك و اعظم حرمتك والذى نفس محمد بيده لحرمة المو من اعظم عند الله حرمة منك ماله ودمه وأن نظن به الا خيراً (4)

اے کعبہ! کیا ہی تیرے پاکیزگی اور کیا ہی خوشگوار تیری فضا ہے! اور کیا ہی تیری عظمت ہے! اور کیا ہی عظیم تیری حرمت ہے۔ مگر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے مئومن کی حرمت، اس کے خون اور مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے کہیں زیادہ ہے۔

محسن انسانیت نے انسانی تاریخ میں پہلی دفعہ انسانی حقوق کا تعین فرمایا، توحید خداوندی کے بعد انسانی حقوق کو پہلا درجہ عنایت فرمایا، ان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف کر دے گا مگر جب تک بندہ اپنے حقوق معاف نہیں کرے گا خداوند

تعالیٰ بھی بندے کے حقوق معاف نہیں کرے گا۔اس دنیا میں کسی بھی انسان کے لیے ایمان کی دولت سے بڑھ کر کوئی سولت نہیں ہے۔
ایک مؤمن اس دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی متاع ایمان کو سمجھتا ہے اس کے لیے وہ مال و دولت، جان، گھر بار، وطن، العرض سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔اسی ایمان کے تناظر میں وہ دوست اور دشمن کا تعین کرتا ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤمن کے جان و مال کی حفاظت کو مدار ایمان قرار دیا ہے، اگر کوئی شخص تمام اوامر و نواہی پر کاربند ہے مگر اس کے ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان بھائی یا کسی انسان کا مال اور اسکی جان محفوظ نہیں ہے تو وہ مؤمن کہلانے کا چنداں حقدار نہیں ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور سوال کیا:

من المومن؟ قال من ائتَمَنَهُ الناس علی اموالھم وانفسھم۔(5)

ترجمہ: مؤمن کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن وہ ہے جس سے لوگ اپنے اموال اور جانوں کے لحاظ سے محفوظ رہیں۔

مطلب صاف واضح ہے کہ لوگ اگر اپنی جانوں اور مالوں کے لحاظ سے کسی بھی مسلمان سے خطرہ محسوس کر رہے ہوں تو یہ چیز معاشرتی امن کے لیے تو تباہ کن ہے ہی، یہ اس خاص شخص کے اہمان پر بھی سوالیہ نشان لگا دیتی ہے کہ آیا وہ اس ظلم کے بعد صاحب ایمان ہے بھی کہ نہیں۔کیونکہ اگر کوئی شخص کسی انسان کے ساتھ ظلم کرتا ہے تو ظالم کا دل نور ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔ظلم کا اندھیرا اسے تاریک کر دیتا ہے جس کا دل تاریک ہو جائے وہ ظاہراً تو کلمہ پڑھتا ہے مگر باطناً وہ ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔حضرت عبادہ بن صامت روایت فرماتے ہیں، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کسی مؤمن کو قتل کیا اور یہ قتل ظلماً اور ناحق کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے نوافل قبول فرمائے گا نہ فرائض۔

لم یقبل اللہ منہ صرفاً والا عدلاً (6)

یعنی اللہ نہ نفل قبول فرمائے گا نہ فرض۔

یاد رہے کہ یہ حیثیت اسلامی ریاست کے صرف مسلم شہریوں کو ہی حاصل نہیں ہے بلکہ غیر مسلم شہری جو ایک معاہدے کے تحت اسلامی ریاست میں رہتے ہیں انہیں بھی حاصل ہے۔ان کے اموال اور جانیں بھی بالکل اسی طرح محفوظ ہیں جیسے ایک کلمہ پڑھتے مسلمان کی ہیں۔جو کسی غیر مسلم شہری کو قتل کرتا ہے تو اس کے لیے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا جنت میں جانا تو کیا وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔اگرچہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے بھی اہل ایمان محسوس کر سکیں گے۔

عالم اسلام کی عظیم ہستی اور ائمہ طاہرین کے سراج منیر امام جعفر صادق نے فرمایا:

ولیعلم ان حرمۃ المؤمن من حرمۃ اللہ تعالیٰ(7)

ترجمہ جاننا چاہیے کہ بے شک مؤمن کی حرمت اللہ کی حرمت میں سے ہے۔یہ حرمت ایک مؤمن کی زندگی میں بھی قائم رہنی چاہیے اور بعد از وصال بھی۔اسی وجہ سے میت کو نہایت عزت و تکریم کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔تجہیز و تکفین کے تمام مراحل میں اسکی عزت و حرمت کا خاص

خیال رکھا جاتا ہے۔عام جانوروں کی طرح اسکی بے آبروئی نہیں کی جاتی۔
امام ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری نے فرمایا:
ان حرمة المؤمن بعد موته باقية كما كانت في حياته(8
ترجمہ بے شک مئومن کی حرمت اسکی موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے جیسے اسکی حیات میں تھی۔
اسلام کے عدالتی نظام کی پوری عمارت انسان کی حرمت کے دفاع میں قائم کی گئی ہے، اگر انسان کے کسی عضو کو تلف کیا گیا ہے تو اس پر بھی جرمانہ عائد کیا گیا ہے، اعضاء کی پوری منفعت ختم ہو جانے پر کامل دیت واجب ہے اور اگر آدھی منفعت ختم ہوئی ہے تو آدھی دیت واجب ہے اسکی تفصیل ہمیں اس مکتوب سے ملتی ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وا'لہ وسلم نے حضرت عمر بن حزم کو نجران کا عامل بنا کے بھیجا تو ساتھ یہ مکتوب بھی دیا جس میں تحریر تھا۔کہ جان تلف کرنے کی دیت سو اونٹ ہے، ناک تلف کرنے کی دیت بھی سو اونٹ ہے، ایک آنکھ ضائع کرنے کی دیت پچاس اونٹ ہے، ایک ہاتھ ضائع کرنے کی دیت پچاس اونٹ ہے، ایک پاؤں ضائع کرنے کی دیت بھی پچاس اونٹ ہے، ہر انگلی کی دیت دس اونٹ اور ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔(9)
سزاؤں میں بھی انسانی شرف کو مدنظر رکھا، سزاؤں کا اطلاق انسانیت کی تذلیل کے لیے نہیں بلکہ انسانی شرف کو بحال رکھنے کے لیے کیا گیا۔خصوصاً وہ سزائیں جن میں جان کے بدلے جان یا دیگر جگہیں جہاں جرم کی سزا سزائے موت بنتی ہے۔اسلام نے مجرم کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ایسی راہیں ڈھونڈنے پر زور دیا کہ جس میں مجرم بچ سکے، قاتل سے خون بہا وصول کرنا، محصن زانی کی سزا کے لیے چار شہادتوں کا معیار اور نہایت کڑی شرائط مجرم کو بچانے کے لیے ہی متعین کی گئیں ہیں۔
اسلام نے شواہد اور اسباب مجرم کی نجات کے لیے اسباب تلاش کرنے پر زور دیا۔سرکار صلی اللہ علیہ وا'لہ وسلم نے فرمایا: جس حد تک ممکن ہو مسلمانوں کو سزا سے بچانے کے لیے کوئی بھی گنجائش نکلتی ہو تو اسے چھوڑ دو۔(10)
تکفیر انسانی تذلیل کا ایک اہم عمل ہے جس کی اسلام نے نہایت سخت انداز سے مخالفت کی ہے، ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا یہ بہت ہی مذموم عمل ہے، اس سے انسانوں کے درمیان دشمنی اور عداوت جنم لیتی ہے جسکا لازمی نتیجہ جانوں کا ضیاع ہوتا ہے اسی لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وا'لہ وسلم نے تکفیر کو قتل کی مثل فرمایا:
عن عمران بن حصين عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه قال اذا قال الرجل لأ خيه يا كافر فهو كقتله(11)
ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وا'لہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کہ کر پکارے تو وہ اس کے قتل کی مانند ہے۔اہل قبلہ کی عدم تکفیر پر علمائے سلف کا اجماع ہے
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انه لم يكفر احداً من اهل القبلة۔
یعنی اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔آپکے نامور تلامذہ کا بھی یہ نقطئہ نظر ہے، امام ابو یوسف نے فرمایا کہ شہادتین بولنے والا

مسلمان ہے اور محفوظ و معصوم الدم ہے، امام محمد بن حسن شیبانی نے اس کی تائید فرمائی ہے۔

اسلام ایک امن پسند مذہب ہے یہ فطرت سے بہت ہم آہنگ ہے، انسانیت کے احترام اور اس کے حقوق کا روئے زمین پر سب سے بڑا علم بردار ہے، اسلام نے زمین پر امن وامان قائم رکھنے پر بہت زور دیا ہے۔"لا تفسدوا فی الارض "یعنی زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔ اسلام کا دہشت گردی یا انتہاء پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے، اہل مغرب کا یہ بہتان ہے کہ اسلام دہشت گردی پھیلا رہا ہے اور یہ دہشت گردی کا مذہب ہے۔ مغربی مصنفین اور مستشرقین نے بھی اسلام پر تہمت لگائی ہے کہ یہ تلوار کے ذریعے پھیلایا گیا تھا۔ کارلائل نے اس کا بہت ہی اعلی جواب دیا تھا اس نے کہا" اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیغ زن سپاہیوں کے زور سے اسلام کو پھیلایا ہے تو پہلے ان تیغ زن سپاہیوں کو کس تلوار نے مسلمان بنایا تھا؟ اگر یہی اصول مان لیا جائے کہ تیغ زن سپاہیوں کی مدد سے اسلام پھیلا ہے تو جن علاقوں میں یہ مسلمان جنگجو نہیں گئے وہاں تو پھر اسلام نہیں پھیلنا چاہیے تھا، چین کے کروڑوں مسلمانوں کو کس نے دولت ایمان سے مالا مال کیا؟ افریقی مسلمانوں کو کس تلوار نے مسلمان کیا ہے، آج کی دنیا کی طاقت ور ترین مملکت جو کئی ریاستوں پر مشتمل ہے امریکہ اسکی سابق وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کا یہ بیان ریکارڈ پر موجود ہے کہ

Islam is the fast growning religion in America

کہ اسلام امریکہ میں سب سے زیادہ تیزی سے ترقی کرنے والا مذہب ہے۔

اسلام نے انسان کو فرعونیت سے محفوظ رکھنے کے لیے شورائیت کا نظام متعارف کرایا ہے۔ مسلم خلفاء اور حکمرانوں کو حکم دیا کہ اسلامی ریاست کے قوانین انسانیت کے تحفظ کے لیے ہوں نہ کہ اس کے استحصال کے لیے، انسانیت کے استحصال کی اسلام نے پر زور مذمت کی ہے۔

انسانیت کی خدمت پر اللہ نے انعام واکرام کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھوکوں کو کھانا کھلایا، پیاسوں کو پانی پلایا اور بیمار کی عیادت کی، تو گویا اس نے اللہ کو کھلایا، پلایا اور اللہ کی عیادت کی (12)

احترام انسانیت کے حوالے سے اسلام کی بہت ہی اعلی تعلیمات ہیں، جو صرف اور صرف اسلام کا ہی طرہ امتیاز ہے، آج کی انسانی حقوق کی نام نہاد تحریکیں اس حوالہ سے اسلام کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتیں۔

حوالہ جات:

(1)(سورۃ بنی اسرائیل: آیت نمبر 70) (2)(سورۃ النساء: آیت نمبر ۱) (3)(البخاری، الصحیح، کتاب الایمان، الرقم: ۳۰)
(4)(ابن ماجہ، السنن کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ۔ الرقم ۳۹۳۲) (5)(ابن ماجہ، السنن کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ۔ الرقم ۳۹۳۴)۔ (6)(ابوداؤد، کتاب الفتن والملاحم۔ الرقم: ۴۲۷۰) (7)(امام عبدالرحمٰن سلمیٰ، حقائق التفسیر ۱/۴۲۹) (8)(ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب النکاح) (9)(رواہ الامام محمد فی المؤطا، کتاب الدیات)
(10)(ابن ماجہ) (11)(مجمع الزوائد) (12)(مشکوۃ شریف)

نقد حدیث کا تعارف

تاریخ و ترویج اور ضرورت و اہمیت

صاحبزادہ کاشف گلزار نعیمی
صدر یوتھ ونگ، جماعت اہل حرم پاکستان

لغوی مفہوم:

لسان العرب میں نقد کا لغوی معنی اس طرح مذکور ہے: "تمیز الدراھم واخراج الزیف منھا، واعطاؤھا انسانا و اخذھا فتمیز الدراھم والدنانیر یکون بتمیز الجید من الردیء واخراج الزیف منھا والردیء" ایعنی دراہم کی تمیز کرنا اور بیکار دراہم کو الگ کرنا، انہیں انسانوں کو دینا اور لینا، پس دراہم و دنانیر کی تمیز ٹھیک کو بیکار سے الگ کر کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نقد میں صحیح اور درست کو غلط اور غیر معیاری سے الگ کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اسماعیل بن عباد نے بھی المحیط فی اللغۃ میں نقد کا معنی دراہم کی تمیز کرنا لکھا ہے ۲۔ المنجد میں نقد کا معنی پرکھنا اور کلام کے عیوب و محاسن کو ظاہر کرنا بیان کیا گیا ہے۔ ۳اسی طرح لاروس المعجم العربی الحدیث میں نقد کا معنی ٹھیک کو بیکار سے الگ کرنا اور کلام میں سے اس کے عیب کو ظاہر کرنا بیان ہوا ہے۔ ۴

اہل فن کے نزدیک نقد حدیث کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: "تمیز الاحادیث الصحیحۃ من السقیمۃ والحکم علی رواتھا تجریحا او تعدیلا بالفاظ مخصوصۃ و دلائل معلومۃ" ۵ یعنی صحیح احادیث کو سقیم اور ضعیف احادیث سے الگ اور جدا کرنا اور اس حدیث کے رواۃ پر مخصوص الفاظ اور علمی دلائل کے ساتھ جرح و تعدیل کرنا نقد حدیث کہلاتا ہے۔

ترکیب و ہیئت کے لحاظ سے حدیث دو اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے۔ 1۔ سند 2۔ متن

سند کو خارجی جزء اور متن کو داخلی جزء بھی کہا جاتا ہے۔ سند پر ہونے والے نقد خارجی نقد جبکہ متن پر ہونے والی تحقیق و تنقیح داخلی نقد کے طور پر معروف ہے۔ ۶ خارجی نقد میں سند، سلسلہ سند، رواۃ اور احوال رواۃ کی تحقیق اور درجہ بندی کی جاتی ہے۔ راوی کی ذاتی احوال، کردار، قوت حافظہ، بصیرت، ذہنی و علمی استعداد، اخلاق و کردار، ذریعہ معاش اور اس کے مشاغل کو کھنگالا جاتا ہیا اور یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ اس نے روایت حدیث کی شرائط کا کس قدر لحاظ کیا ہے۔ داخلی نقد میں متن حدیث کو دیکھنا ہوتا ہے کہ اس کے الفاظ اور جملوں کی ساخت، اس کے معانی اور مفہوم زمانے کے عقلی، تجرباتی اور طبعی تقاضوں، مسلمہ اصولوں اور شرعی اصولوں کے موافق ہیں یا نہیں۔ خارجی اور داخلی نقد کو الگ الگ زیر بحث لایا جاتا ہے۔

خارجی نقد حدیث:

محدثین نے دین کا فریضہ سمجھ کر شک وشبہ سے پاک احادیث کو آگے روایت کرنے کیلئے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے کام لیا کیونکہ ان کے ہاں "الاسناد من الدین"۷ کی سوچ پائی جاتی ہے۔محدثین نے سند کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے بہت سی اصطلاحات وضع کی ہیں۔یہ تمام تر معرفت سند اور تحقیق سند کی غرض سے وضع کی گئی ہیں۔سند پر نقد و جرح میں محدثین انہیں اصطلاحات کے پیش نظر حدیث پر حکم لگاتے ہیں۔

داخلی نقد حدیث:

"لم یقف العلماء عند نقد الحدیث من حیث سندہ بل تعدوا الی النظر فی متنہ"۸

علماء نے نقد حدیث کے معاملہ میں صرف سند پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ متن کی طرف بھی توجہ دی۔محدثین نے متن حدیث پر نقد کے بہت سے معیار اور اصول مقرر کیے ہیں۔

نقد حدیث کی تاریخ و ترویج:

خطا اور نسیان انسان کی فطرت میں موجود ہے۔انسان سے غلطی کا صادر ہونا دونوں طرح ہو سکتا ہے، بھول چوک یا پھر دانستہ۔عام معاملات میں جان بوجھ کر کی جانے والی غلطی نادانستہ خطا سے زیادہ سخت معلوم ہوتی ہے لیکن حدیث کے معاملے میں جس طرح دانستہ غلطی قابل قبول نہیں اسی طرح نادانستہ غلطی کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ حدیث کو دین متین میں بنیادی مصدر کی اہمیت حاصل ہے۔جس طرح قرآن مجید اسلام کی اساس ہے اسی طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی دین اسلام کی اساس ہے لہذا اس میں بشری غلطی کی گنجائش نہیں اور اس کو تمام اغلاط سے پاک کرنا انتہائی ضروری ہے۔

چونکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو شریعت اسلامی میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اس لئے مسلمانوں نے آغاز سے ہی خدمت دین میں حدیث رسول پر بہت توجہ دی اور حدیث کو قرآن پاک کے ساتھ باقی علوم پر ہمیشہ فوقیت اور اہمیت دی۔نقد رواۃ و روایت، جرح و تعدیل، جمع و تدوین، تصحیح و تنقیح اور تطبیق و توجیہ کیلئے کئی انواع پر مشتمل علوم الحدیث کا فن بہترین انداز میں تشکیل دیا۔۹ علوم الحدیث اور نقد حدیث میں مسلمانوں نے وہ عظیم کام کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔

محدثین کرام کی تمام مساعیات جلیلہ میں نقد حدیث کا پہلو انتہائی نمایاں ہے جس میں یہ جانچنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیساتھ منسوب کوئی بھی حدیث درست ہے یا نہیں تا کہ اس کے قبول یا عدم قبول کے بارے میں حتمی فیصلہ کیا جاسکے اور اس میں مذکور حکم پر عمل کو فرض کا درجہ دیا جائے یا اس بات کا علم ہونے کے بعد کہ یہ حدیث رسول نہیں ہے اس سے احتراز کیا جائے۔

روایات کی جانچ پڑتال کا کام مسلمانوں کی عظیم جماعت نے انتہائی جانفشانی سے آغاز میں ہی کرنا شروع کر دیا تھا اگرچہ اس وقت اصول و قواعد اتنے سخت اور معیاری نہیں تھے جتنے بعد کیا دوار میں ہوئے۔جوں جوں اسلام پھیلتا چلا گیا قرآن و حدیث کی نشر و اشاعت کا دائرہ بھی

بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ زمان ومکان اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نقد حدیث کا معیار بلند اور سخت تر ہوتا گیا۔

نقد حدیث کے حوالے سے قلم اٹھانے والے چند مشہور نام مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ ثقہ تابعی ربیع بن خیثم (م63ھ) ☆ خطیب بغدادی (م463ھ) ☆ ابن عساکر (م571ھ) ☆ ابن جوزی (م597ھ)

☆ امام ابن الصلاح (م643ھ) ☆ امام صغانی (م650ھ) ☆ امام ذہبی (م748ھ) ☆ امام ابن قیم (م751ھ)

☆ امام ملقن (م804ھ) ☆ امام بلقینی (م807ھ) ☆ امام سخاوی (م902ھ) ☆ امام سیوطی (م911ھ)

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں نقد حدیث کے حوالے سے یہ اسماء ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ وہ چند نام ہیں جنہوں نے نقد حدیث کے حوالے سے قلم اٹھایا ہے اور اس کے اصول ومعیارات مقرر کیے ہیں۔ مزید لکھتے ہیں کہ صدیوں پر محیط تاریخ علوم الحدیث میں سے صدی وار چند ایک حوالہ جات داخلی نقد حدیث کی فکر کا تسلسل ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں۔ ۱۰

امام ابن قیم (م751ھ) سے جب یہ سوال پوچھا گیا کہ کیا نقد سند کے بغیر متن پر غور وفکر سے حدیث نبوی کی پہچان ممکن ہے؟ تو آپ نے نہ صرف ہاں میں جواب دیا بلکہ اپنی کتاب "المنار المنیف" میں پچاس کے قریب نقد کے حوالے سے درایتی معیاروں کی نشاندہی فرمائی۔ عقلی وروایتی معیاروں پر نقد حدیث کا تسلسل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تک جا پہنچتا ہے۔ ۱۱

عصر حاضر میں نقد حدیث کی ضرورت واہمیت:

مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ انسان کی ضرورتیں بدلتی گئیں۔ جو چیز سو سال قبل انسان کی ضرورت پورا کر رہی تھی آج اس کی جگہ اس سے بھی زیادہ تیز چیز نے لے لی۔ انسان بہتر سے بہترین کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ لباس، سواری اور رہائش میں جدت آگئی۔ دین اور مذہب کی ضرورت جس طرح ہزاروں سال پہلے تھی آج بھی اسی طرح ہے۔ عصر حاضر میں مسلم نوجوان جدید علوم کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام احکام اجمالا بیان فرمائے ہیں جن کی تشریح وتوضیح احادیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ نماز پڑھنے کا حکم تو ارشاد فرمایا لیکن کب، کیسے اور کہاں پڑھنی ہے؟ کن کلمات کے ساتھ تسبیح پڑھنی ہے؟ کس رکن صلوٰۃ کو کس ہیت و کیفیت میں ادا کرنا ہے؟ یہ سب کچھ ہمیں احادیث رسول سے ہی ملتا ہے۔ احکام کی عملی صورت کیلئے سیرت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

قرآن کریم کے الفاظ کے معانی بھی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بغیر متعین نہیں کئے جاسکتے۔ یعنی صوم، صلوٰۃ اور حج وغیرہ تو الفاظ تھے ضروری نہیں کہ لغت میں جو ان کا معنی ہو شرعی طور پر بھی وہی مطلوب ہو۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح دین کی اصل قرآن ہے تو حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی دین اسلام کی بنیاد ہے۔

عصر حاضر میں جہاں ہر بات کی دلیل مانگی جاتی ہے اور بغیر ثبوت کے بات کا اقرار مشکل سے کیا جاتا ہے تو اس صورت میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دین اسلام کا بنیادی ماخذ اور قرآن کریم کی تفسیر قرار دینے کیلئے ضروری ہے کہ اس پر نقد کر کے اس کو ان تمام احادیث سے

پاک کر دیا جائے جو موضوع اور من گھڑت ہوں۔

سوشل میڈیا اور موضوع احادیث:

عصر حاضر میں سوشل میڈیا کو بہت پذیرائی مل چکی ہے۔ ہر دوسرا شخص سوشل میڈیا کے ساتھ منسلک ہے اور پوری دنیا ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے۔ جہاں اس سوشل میڈیا نے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا ہے وہاں بہت ساری بدعات نے بھی جنم لیا ہے ان میں سے سب سے زیادہ خطرناک موضوع اور من گھڑت روایات کا ثواب کی نیت سے پھیلانا ہے۔ مثال کے طور پر کسی بھی اسلامی مہینے کے آغاز میں اس کی خبر دینا اور اس پر یہ کہنا کہ اس ماہ مبارک کی خبر دینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔

محدثین کرام نے نقد حدیث کے حوالے سے جو اہم ترین اصول وضع کئے ہیں وہ دور حاضر میں ایسی من گھڑت احادیث کے رد میں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر محدثین کرام فن اسماء الرجال جیسا عظیم فن اور قبول حدیث کیلئے سخت شرائط نہ رکھتے تو یقینا من گھڑت روایات آسانی سے دین میں اس طرح شامل ہو جاتیں کہ وہ دین کا حصہ معلوم ہوتیں لیکن حدیث وسنت کے پیش نظر محدثین کرام نے تدوین احادیث کا کام انتہائی، محنت، لگن اور شوق سے سر انجام دیا۔ اخذ و روایت حدیث میں ایسی احتیاط و اہتمام کا ثبوت دیا کہ امت مسلمہ سے قبل اس قسم کی منظم و مربوط علمی کاوش اہل ارض نے نہ دیکھی تھی چنانچہ امام ابو محمد بن حزم فرماتے ہیں: نقل الثقة عن الثقة مع الاتصال حتی یبلغ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، خص اللہ بہ المسلمین دون سائر الملل کلھا ۱۲ یعنی ثقہ راوی کا ثقہ راوی سے اتصال سند کے ساتھ نقل کرنا حتی کی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک سند کا پہنچنا، اس کام میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں میں نمایاں مقام دیا ہے۔

علوم اسلامیہ میں یہ سلسلہ اسناد و معیار رواۃ کا اہتمام تدوین حدیث کی ضرورت و اہمیت کی عکاسی کرتا ہے جو عصر حاضر میں بھی اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگ نے بھی امت مسلمہ کے اس اختصاص کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے: "نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری، نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ ۱۳

منکرین حدیث کا نقد حدیث کے ذریعے فنی اور علمی رد:

عصر حاضر میں منکرین حدیث مختلف لبادے اوڑھ کر حدیث کا انکار اس انداز میں کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ظاہرا یہی محسوس ہوتا ہے کہ ان کا انداز بیاں مختلف ہے اور وہ حدیث کے منکر نہیں ہیں۔ ان کی اپنی وضع کردہ نئی اصلاحات ہیں جو حدیث کے مقام اور درجے کو بہت کم کر دیتی ہیں۔ سنت کے معانی اور مفہوم متعین کرتے ہوئے اپنی خواہش کے مطابق الفاظ کا اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ سنت کی تشریعی حیثیت اور حجیت مجروح ہو جاتی ہے اور وہ قرآن کریم کا سہارا لیتے ہوئے حدیث وسنت سے بُعد کی راہ دکھاتے ہیں۔

منکرین حدیث کے مختلف گروہوں کے ہاں نقد حدیث کے حوالے سے یکسانیت نظر نہیں آتی بلکہ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہوئے نقد حدیث کے حوالے سے اپنے اپنے اصول و معیارات وضع کیے ہیں۔ حدیث کو ٹھکرانے اور قبول کرنے کا معیار اپنی عقل، مشاہدہ اور ذہنی سطح کے مطابق بنا لیا ہے لیکن علم نقد حدیث نے ان تمام چیزوں کے سامنے بند باندھنے کیلئے کافی ہے۔

حوالہ جات

1۔ لسان العرب، ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم، دار صادر بیروت، ص 3/ 415

2۔ المحیط فی اللغۃ، کافی الکفاۃ، الصاحب، اسماعیل بن عباد، بتحقیق الشیخ محمد حسن آل یاسین، عالم الکتب بیروت، ص: 5/ 350

3۔ المنجد (عربی اردو)، لویس معلوف، مترجم: ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی، خزینۂ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ص: 927

4۔ لاروس المعجم العربی الحدیث، الدکتور خلیل الجر، مکتبہ لاروس، 18 شارع مونپارناس۔ باریس، ص: 1219

5۔ اصول منہج النقد عند اہل الحدیث، عصام احمد البشیر، مؤسسۃ الریان، بیروت (1989ء)، ص 7

6۔ حدیث کا درایتی معیار، محمد تقی امینی، قدیمی کتب خانہ کراچی (1986ء)، ص: 198

7۔ علوم الحدیث المعروف مقدمہ ابن صلاح، ابن صلاح، ابوعمر عثمان، دار الفکر دمشق الطبعۃ الثالثۃ 1984ء، ص: 256

8۔ حدیث کا درایتی معیار، ص: 180

9۔ تفصیلات کیلئے: اصول حدیث، ڈاکٹر خالد علوی، (الفیصل ناشران کتب لاہور)؛ التحدیث فی علوم الحدیث، ڈاکٹر عبدالرؤف، مولانا سراج الاسلام حنیف، (مکتبہ قدوسیہ لاہور 2004ء)

10۔ نقد حدیث، ڈاکٹر خالد ظفر اللہ، تحقیقات اسلامی علی گڑھ، اپریل، جون 2000، ص 28-37

11۔ ایضا

12۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ، السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر ، دار احیاء السنہ النبویہ بیروت 1399ھ/ 1979ء، ص: 2/ 159

13۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، شبلی نعمانی، حذیفہ اکیڈمی لاہور، 2000ء، ص: 1/ 27

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان سے عبداللہ حمید گل، چیئرمین تحریک جوانان پاکستان کا خطاب

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس (سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان) سے پروفیسر ڈاکٹر طاہر اسلام عسکری صاحب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا خطاب

ماہِ رجب المرجب کے فضائل وواقعات

ڈاکٹر مفتی حافظ محمد ندیم ربانی
خطیب جامع مسجد سیدنا بلال
پیرس، انٹاریو، کینیڈا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا، وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْمُرْسَلِ کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا، وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رمضانَ۔"

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰینَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ۔

اے احمدِ مرسل، نورِ خدا ﷺ! تیری ذاتِ صفا کا کیا کہنا   پڑھتے ہیں ملائک صلِّ علیٰ، تیری شان علیٰ کا کیا کہنا
چہرے پہ قرباں شمس وقمر، زلفوں پہ تصدّق شام وسحر   رخساروں پہ ٹھہرے کس کی نظر، تیرے منہ کی جلا کا کیا کہنا

محترم حضرات! اسلام میں مہینوں کی کل تعداد بارہ ہے، ان میں سے چار مہینے زیادہ محترم ہیں: ذی قعدۃ، ذی الحجۃ، محرم اور رجب۔ ان مہینوں کے قابل احترام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عبادت کا ثواب دوگنا ہوجاتا ہے، اسی طرح گناہ کے ارتکاب پر وبال اور عذاب بھی دوگنا ہوجاتا ہے۔(1)

out of which four months,The total number of months in Islam is twelve The. Muharram and Rajab, Dhul-Hijjah, Dhu Qa'dah:are more respected reason why these months are honorable is that the reward of worship in them . as well as the punishment for committing a sin is also doubled,is doubled

زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے، اور ان مہینوں میں قتال وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ رجب کی تعظیم اس لیے ہے کہ اس مہینے میں لوگ عمرہ کرتے تھے، جب کہ ذی قعدہ میں حج کے لیے جاتے تھے، ذی الحجۃ میں حج کرتے تھے، اور ماہ محرم میں حج سے

واپس اپنے گھروں کو لوٹتے تھے۔

, the People of Arabia also respected these months,In the time of ignorance Rajab is. in these months((Haraam and considered fighting to be forbidden while,well-regarded because people used to perform Umrah in this month and return, perform Hajj in Dhul Hijjah,they used to go for Hajj in Dhu Qa'dah .to their homes from Hajj in the month of Muharram

ماہِ رجب کی وجہ تسمیہ:

رجب عربی زبان کا لفظ ہے، اور اس کے معنی تعظیم و تکریم کے ہیں، بعض حضرات نے اس کا معنی "ڈرنا" کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مہینوں کی طرح اس مہینہ میں بھی اللہ تعالیٰ سے خوب ڈرنا چاہیے۔ یہ مہینہ حرمت کے مہینوں میں ہونے کی وجہ سے محترم اور متبرک ہے، اسی طرح اس مہینے میں عبادت کا اجر وثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس مہینے کے بہت سے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں، اور اس مہینے میں روزہ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی قدر ہے:

"رَجَبُ شَهْرُ اللهِ تَعَالَى، وَشَعْبَانُ شَهْرِي، وَرَمَضَانُ شَهْرُ أُمَّتِي۔"(2)

"رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ، اور شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔"

some scholars, and it means integrity and honor,Rajab is an Arabic word a,which means that like other months ※※"to fear have interpreted it to mean This month is respected and.person should fear Allah Taala in this month as well as the reward of worship,pious due to being in the sacred months Many virtues of this month have been mentioned in.increases in this month (ﷺ) Rasool Allah. and fasting in this month has been encouraged,hadiths :said

"and Ramadan, and Sha'ban is my month,Rajab is the month of Allah Taala ".is the month of my ummah

عبادت کا بیج بونے کا مہینہ:

حضرت شیخ عبد الرحمٰن الصفوری الشافعی فرماتے ہیں:

”رجب بیج بونے (یعنی کھیتی کاشت کرنے) کا، شعبان المعظم آب پاشی (یعنی پانی دینے) کا اور رمضان اللہ المبارک فصل کاٹنے کا مہینہ ہے۔ لہٰذا جو رجب المرجب میں عبادت کا بیج نہ ہوئے اور شعبان المعظم میں اسے آنسوؤں کے پانی سے سیراب نہ کرے تو وہ رمضان المبارک میں فصل رحمت نہیں کاٹ سکے گا۔“(3)

مزید فرماتے ہیں: ”رجب المرجب جسم کو، شعبان المعظم دل کو اور رمضان المبارک روح کو پاک کرتا ہے۔“

Sha'ban is the month of irrigation and,Rajab is the month of sowing seeds"
whoever does not sow the, Therefore.Ramadan is the month of harvesting
he will, and does not travel with tears in Sha'ban,seed of worship in Rajab
".not be able to reap the harvest of mercy and blessings in Ramadan

Sha'ban al-Mu'azzam cleanses the heart,Rajab al-Marjab purifies the body"
".and Ramadan cleanses the soul

ماہِ رجب میں پریشانی دور کرنے کی فضیلت:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے:

”جو ماہِ رجب میں کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک ایسا محل عطا فرمائے گا جو حد نظر تک وسیع ہوگا۔ تم رجب کا احترام کرو، اللہ تعالیٰ تمہارا، ہزار کرامتوں کے ساتھ اکرام فرمائے گا۔“(4)

,A person who removes the problems of a Muslim in the month of Ramadan"
Allah Taala will give him a palace in Paradise that will be vast to the extent of
Allah Taala will honor you with a thousand, You respect Rajab.s i g h t
."blessings

ماہ رجب میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کی دعا:

سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ رجب کے مہینہ کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رمضانَ۔"(5)

”اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما، اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا۔“

saw the (ﷺ) reported that when the Holy Prophet ( ) Hazrat Anas bin Malik
: he used to pray,moon of the month of Rajab
, in the months of Rajab and Sha'ban((Barakaat Give us blessings!O Allah”
”.and bring us to the month of Ramadan

علامہ ملا علی قاری اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا "، أَيْ: فِي طَاعَتِنَا وَعِبَادَتِنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ، أَيْ: إِدْرَاكَهُ بِتَمَامِهِ، وَالتَّوْفِيقَ لِصِيَامِهِ وَقِيَامِهِ۔"(6)

"اے اللہ! ان مہینوں میں ہماری اطاعت وعبادت میں برکت عطا فرما، اور ہماری عمر لمبی کر کے ہمیں ماہِ رمضان تک پہنچا اور رمضان کے روزے رکھنے اور تراویح ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔"

, Give us blessings us in our obedience and worship in these months!O Allah”
and prolong our life to the month of Ramadan and enable us to fast Ramadan
.”and perform Taraweeh

ماہِ رجب کے روزہ داروں کے لیے جنتی محل:

مشہور تابعی حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں:

"فِي الْجَنَّةِ قَصْرٌ لِصُوَّامِ رَجَبٍ۔"(7)

"رجب کے روزہ داروں کے لیے جنت میں ایک محل ہے۔"

”.There is a palace in Paradise for those fasting on Rajab”

ماہِ رجب کا روزہ رکھنے والے کے لیے جنتی نہر:

حضرت سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ فِي الْجَنَّةِ نَهْرٌ يُقَالُ لَهُ رَجَبٌ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ رَجَبٍ سَقَاهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ النَّهْرِ۔"(8)

"جنت میں ایک نہر ہے جسے رجب کہا جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے تو جو کوئی رجب کا ایک روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس نہر سے سیراب کرے گا۔"

There is a canal in Paradise called Rajab which is whiter than milk and”

Allah Taala will, so whoever fasts one day of Rajab,sweeter than honey
"irrigate him with this canal

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ماہِ رجب کا روزہ رکھا:

حضرت سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَفِي شَهْرِ رَجَبٍ حُمِلَ نُوحٌ فِي السَّفِينَةِ، فَصَامَ نُوحٌ، وَأَمَرَ مَنْ مَعَهُ أَنْ يَصُومُوا، وَجَرَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِلَى آخِرِ ذَلِكَ لِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنَ الْمُحَرَّمِ۔"(9)

"اور ماہِ رجب میں حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو خود بھی روزہ رکھا اور ہمراہیوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ان کی کشتی دس محرم تک چھ ماہ سفر کرتی رہی۔"

he,boarded the boat(علیہ السلام) when Hazrat Nooh,And in the month of Rajab"
His boat travelled for six.himself fasted and ordered his companions to fast
."Muharrammonths till 10

ماہ رجب میں پیش آنے والے چند اہم تاریخی واقعات:

تاریخ اسلام میں ماہ رجب میں متعدد تاریخی واقعات پیش آنے کا ذکر ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

, there are many historical events in the month of Rajab,In the history of Islam
:some of which we mention

حضرت سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ کا یوم پیدائش:

حضرت علی المرتضیٰ وہ مبارک ہستی ہیں جو دین اسلام کے چوتھے خلیفہ اور داماد رسول ﷺ ہیں، آپ 13 رجب کو اس دنیا میں تشریف لائے، ان کی ولادت کا سال تاریخی کی کتابوں میں سنہ 30 عام الفیل بتایا گیا ہے۔

,is the blessed person who is the fourth Caliph of Islam()Hazrat Sayyedina Ali
He was born on the 13th of Rajab after.(ﷺ)son-in-law of the Holy Prophet
.((Aam al-Feelyears of sad incident of ellephants30

صحابیِ سول، کاتبِ وحی حضرت امیر معاویہ کا یوم وفات:

22 رجب المرجب 60ھ کاتب وحی، جلیل القدر صحابی رسول ﷺ، فاتح شام و قبرص اور 19 انیس سال تک 64 لاکھ مربع میل پر حکمرانی کرنے والے سیدنا حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے۔ علامہ طبری لکھتے ہیں:

"مَاتَ مُعَاوِيَةُ بِدِمَشْقَ سَنَةَ سِتِّيْنَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ لِثَمَانٍ بَقِيْنَ مِنْ رَجَبٍ۔" (10)

he is,AHpassed away on 22nd Rajab in 60()Hazrat Sayyedina Amir Mu'awiya million square miles for 194. and he ruled 6,the conqueror of Syria and Cyprus .years

ہجرتِ حبشہ اولیٰ:

جب مسلمان اہل مکہ کی سختیاں برداشت کرنے سے عاجز آ کر سیدنا رسول اللہ کے حکم سے عازم حبشہ ہوئے۔اس قافلہ میں باختلاف روایات 12 مرد اور 4 عورتیں تھیں، حضرت سیدنا عثمان بن عفان قافلہ سالار مہاجرین تھے۔یہ سن پانچ نبوی کا واقعہ ہے۔(11)

When the Muslims were unable to bear the hardships of the people of they migrated to Abyssinia by the command of the Rasool Allah,Makkah Hazrat Sayyedna,women in this convoy men and 4 There were 12 .(ﷺ) This is the.was the leader of this caravan of Muhajirin ( ) Usman bin Affan .event of the Fifth year after the declaration of prophethood

سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی :

سریہ عبداللہ بن جحش الاسدی ماہ رجب میں ہجرت مدینہ سے کوئی 17 ماہ بعد پیش آیا۔یہ وہ سریہ ہے جس نے اسلامی تاریخ میں نئے ریکارڈ قائم کیے ہیں، مثلاً اسلامی تاریخ کا پہلا مالِ غنیمت، پہلا خمس، پہلا شہید اور پہلا قیدی اس سریہ نے پیش کیا۔

(سیرۃ النبی: مولانا شبلی نعمانی ص:297)

months of migration a battle was took place after the 17,In the month of Rajab This .() towards Madina under the leadership of Abdullah bin Jahash Al-Asdi such as the first booty of Islamic,war has set new records in Islamic history . and the first prisoner((Shaheed the first martyr, the first khums,history

غزوۂ تبوک:

غزوۂ تبوک بھی ماہ رجب نو ہجری میں پیش آیا تھا، یہی وہ غزوہ ہے جس میں سیدنا صدیق اکبر نے اپنا گھر بار خالی کر کے تن من دھن سب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا اور حضرت عثمان غنی نے تہائی لشکر کا ساز و سامان اپنے مال سے پیش کر کے جنت کا پروانہ اور سند حاصل کی۔

this is the,AH The Battle of Tabuk also took place in the month of Rajab 9 vacated his house and offered all()battle in which Sayyedina Siddique e Akbar ( ) And Hazrat Usman Ghani ※(ﷺ) his belongings to the Holy Prophet presented the equipment of the third army with his wealth and obtained the .reward and the certificate of Paradise

حضرت نجاشی شاہِ حبشہ کا انتقال:

حبشہ کے مسلمان بادشاہ حضرت نجاشی کا انتقال 9 ہجری ماہ رجب میں ہوا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ازخود اطلاع پا کر اپنے صحابہ کی معیت میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔

died in the month of Rajab in,the Muslim king of Abyssinia※()Hazrat Najashi received his own information and offered his(ﷺ)AH and the Holy Prophet9 .funeral prayer with his companions

دمشق کی تاریخی فتح:

دمشق کی تاریخی فتح 14 ہجری ماہِ رجب ہی میں ہوئی۔ حضرت خالد بن الولید اور حضرت ابوعبیدہ نے دمشق کو فتح کیا، اور اہل دمشق نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

.AHThe historic conquest of Damascus took place in the month of Rajab in 14 conquered()and Hazrat Abu Ubaida bin Al Jarrah()Hazrat Khalid bin AlWaleed and the people of Damascus requested peace which was,Damascus .accepted

فتح بیت المقدس:

حضرت سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے 583ھ میں رجب ہی کے مہینے میں بیت المقدس کو فتح کیا اور مسلمانوں کے ہمراہ مسجد اقصیٰ میں فاتحانہ داخل ہو کر عاجزانہ سجدہ شکر ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔

conquered Bait-ul-Maqdis in the month of(※)Hazrat Sultan Salahuddin Ayubi AH and entered the Mosque of Aqsa with the Muslims victoriouslyRajab in 583 .and had the honor of humbly prostrating

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہِ رجب کا احترام کرنے اور اس کے روزے رکھنے اور دیگر عبادت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حوالہ جات:

(1)(تفسیر القرطبی:8/134،دار الکتب المصریۃ)

(2)(الفردوس بماثور الخطاب،الحدیث(3276)

(3)(نزہۃ المجالس،ج:1،ص:209)

(4)(غنیۃ الطالبین ج:1،ص:324)

(5)(شعب الایمان:الرقم:3534)

(6)(مرقاۃ المفاتیح:3/418،دار الکتب العلمیۃ،بیروت)

(7)(شعب الایمان:الرقم:3521)

(8)(ترتیب الامالی الخمیسۃ للشجری:الرقم:1844)

(9)(شعب الایمان:الرقم:320)

(10)(تاریخ الطبری:5/324)

(11)(سیرۃ النبی:مولانا شبلی نعمانی،ص:232)

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان سے خواجہ معین الدین محبوب کوریجہ سجادہ نشین دربار عالیہ کوٹ مٹھن شریف کا خطاب

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان سے خواجہ غلام قطب الدین فریدی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی کا خطاب

اسلام میں سیاست کی اہمیت

سائرہ جبین ملک
لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، نمل یونیورسٹی اسلام آباد

اسلام میں سیاست کی اہمیت مسلم ہے۔دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کی آمد سے سیاست کے فن کی ابتداء ہوئی۔آدم وحوا نے سیاست البیت یعنی گھر کا انتظام قائم کر دیا جس کی بنیاد نہ معاہدہ عمرانی تھا نہ یہ موروثی بادشاہت تھی اور نہ جبر کی حکومت تھی بلکہ یہ انسانی جبلت کا تقاضا تھا۔(۱)

زمین پر انسانوں کی یہ پہلی فطری اور سادہ حکومت

تھی جب انسانی آبادی میں اضافہ ہوا تو سیاست البیت نے سیاست المنزل یعنی خاندانی سیاست اور پھر سیاستِ مدینہ یعنی قومی حکومت کی شکل اختیار کرلی۔اس طرح گھر کی سیاست خاندان کی سیاست میں اور پھر خاندان کی سیاست قوم کی سیاست میں تبدیل ہوگی۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیاست منظم انسانی کا باعث ہے اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔

۱-امن کے قیام کے لیے:

سیاست امن کے قیام کا باعث ہے(۲)

جیسا کہ قرآن میں اسلامی سیاست وحکومت کا مقصد وجود اور اس کے بنیادی فرائض کا ذکر اس آیت میں ہے:الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (۳)

ترجمہ:یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوٰتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار اور اس کی نصرت کے مستحق لوگوں کی صفات یہ ہیں کہ اگر دنیا میں ان کو حکومت بخشی جائے تو ان کا ذاتی کردار بڑائی کی بجائے امن کے قیام کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔امن کے قیام کا مطلب ہے اقامت صلوٰۃ اور نیکی کو دبانے کی بجائے اسے فروغ دینے کی خدمت سر انجام دے اور ان کی طاقت بدیوں کو پھیلانے کی بجائے ان کو دبانے میں استعمال ہو۔

سیاست نظم ونسق معاشرہ میں مدد دیتی ہے اس سے فتنہ وفساد کی روک تھام ہوتی ہے۔اس طرح سیاست دین کی ترویج واشاعت کا باعث بھی بن جاتی ہے۔(۴)

کیونکہ قرآن حکیم کی نظر میں سیاست کا مقصد نیکی، انصاف اور قانون الٰہی کا قیام ہے اور دین اسلام نیکی کو پھیلانے، انصاف قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کو نافذ کرنے کا ہی حکم دیتا ہے۔

ملک میں عدل ومساوات قائم کرنے کے لیے:

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (۵)

ترجمہ: ''یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں''۔

یہ آیت انبیاء کرام کی بعثت کا اصل مقصد واضح کرنے کے علاوہ سیاست کے چند اصول اور معیارات بتاتی ہے جن سے سیاست کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ تمام پیغمبر عدل ومساوات قائم کرنے کے ذمہ دار تھے اور یہ کام معاشرے کی باگ دوڑ سنبھالے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا ملک و ملت کی تدبیر اور سیاست کی ذمہ داری ایک اہم فرض ہے اور عدل ومساوات قائم کرنے کے لیے سیاست ضروری ہے۔

۳- اتحاد امت کے فروغ کے لیے:

اسلامی حکومت کے فرائض میں سے ایک امت مسلمہ کے اتحاد کو مستحکم کرنا اور اس کے مفادات کی حفاظت کرنا بھی ہے۔ اس طرح سیاست کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے ذریعے رعایا کی فلاح و بہبود اور ان کی حفاظت ہوتی ہے۔ اتحاد امت کے فروغ کے لیے سیاست ضروری امر ہے۔

۴- قوانین کے نفاذ کے لیے:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے قوانین کا اجراء یعنی مملکت کے داخلی قوانین کی پاسداری کے لیے سیاست کی بہت اہمیت ہے کیونکہ سیاست کے بغیر ملک میں ان قوانین کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ (۶)

قرآن حکیم میں ہے: إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۷)

ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد برپا کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے''۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باغیوں اور فساد برپا کرنے والوں کے لیے سزا کا قانون بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح قوانین کے نفاذ کے لیے سیاست ضروری چیز ہے۔

۵- ملک وقوم کے دفاع کے لیے:

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ

وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ(۸)

ترجمہ: "تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی تا کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے۔ جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا"۔

ہر موقع پر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر توکل کی تعلیم دینے والا قرآن کریم مسلمانوں کو ہر طرح کے سامان جنگ سے لیس ہونے کی تاکید کر رہا ہے۔ (۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ وہ دشمنوں اور کافروں سے مقابلہ اور جنگ کرنے کے لیے اسلحہ، ساز و سامانِ جنگ اور قوت و طاقت جمع کریں تا کہ دشمن خوف زدہ رہے اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے کی جرات نہ کرے یعنی جنگ و جہاد اور دفاع کا حکم دیا گیا ہے ظاہر ہے سیاست کے بغیر یہ امور سرانجام دینا ممکن نہیں ہیں اس طرح سیاست کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

۶- خارجہ پالیسی کے لیے:

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۰)

ترجمہ: "اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ، یقیناً وہ بہت سننے، جاننے والا ہے۔

اس آیت میں دشمن سے معاہدہ اور امن کی پالیسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ صلح و امن کے معاہدے کرنا اور خارجہ پالیسی متعین کرنا سیاسی اعمال میں ظاہر ہے ان امور کے لیے سیاست کا ہونا ضروری ہے۔

۷- دیگر امور کی انجام دہی کے لیے:

مالیات کو جمع کرنا، زکوٰۃ، خمس، خراج، جزیہ اور دیگر مالیات جن کی وصولی اور ان کو مستحقین تک پہنچانے کا بندوبست کرنا ایک ایسے نظام کے محتاج ہیں جس کے تحت ان امور کو امانت داری سے انجام دیا جائے۔ سیاست ہی وہ نظام ہے جس کے ذریعے یہ تمام امور جن کا حکم ہمیں اسلام دیتا ہے سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔

اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصولوں کے مطابق ملک اور نظام کے داخلی دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے دفاع و جہاد کے قوانین کے تحت خارجی دشمن اور اسلامی سرحدوں کے تحفظ اور دفاع کے لیے ایک قومی فوج کی تشکیل، ان کی جنگی تربیت، وقت کے تقاضوں کے مطابق جنگ و صلح کا اعلان یہ سب اعمال سیاست و حکومت کے نظام کے محتاج ہیں۔

سیاست و حکومت لازمی چیز ہے۔ قرآن میں انبیاء اور اولیاء کی سیاست کا انداز اور طریقہ بیان کیا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں سیاست کی بہت اہمیت ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (۱۱)

ترجمہ: ”اے داؤد علیہ السلام! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنادیا تا کہ تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو“۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کے بعد حکومت کرنے اور حکومت چلانے کا حکم دیا ہے۔

ہجرت کے بعد مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سب سے پہلا قدم اٹھایا وہ ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل تھی مسلمانوں کے درمیان آپس میں اخوت برادری کا رشتہ استوار کیا۔اپنے اطراف میں رہنے والے یہودیوں سے ایک دوسرے کی حدود کی پابندی کرنے کا معاہدہ طے کیا اس کے بعد دوسرے مرحلہ پر جو اقدام کیا وہ ایک اسلامی حکومت و سیاست کا قیام تھا جس میں آپ دشمن کے حملہ کے موقع پر اعلان جنگ کرتے۔خود صلح کے معاہدے کرتے اس کے علاوہ اطراف میں اپنے نمائندوں کو سفیر بنا کر بھیجتے تھے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے حکومت اور اسلامی سیاست کی بہت ضرورت ہے۔معاشرے میں رائج نظام حاکم اور معاشرے کے افراد کے بارے میں روابط اور ضوابط کا تعین کرنے کو ہی سیاست کہتے ہیں۔

قرآن میں آیا ہے:

وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا (۱۲)

ترجمہ: ”اور دعا کیا کریں کہ اے میرے پروردگار مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرمادے“۔

یعنی یا تو مجھے خود اقتدار عطا کر یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنادے تا کہ اس کی طاقت سے میں دنیا کے اس بگاڑ کو درست کرسکوں فواحش اور معاصی کے اس سیلاب کو روک سکوں اور تیرے قانون عدل کو جاری کرسکوں۔(۱۳)

غرض کہ اس سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سد باب کیا جاسکتا ہے اسلام دنیا میں جو اصلاح چاہتا ہے وہ صرف وعظ و تذکیر سے نہیں ہوسکتی بلکہ اس کو عمل میں لانے کے لیے سیاسی طاقت بھی درکار ہے۔ملک کے اندرونی امن اور خارجی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اور ملک کی مادی خوشحالی کے لیے سیاسی نظام بے حد ضروری ہے اسلامی سیاست سے نماز اور زکوۃ کا نظام قائم ہوتا ہے اور ان بھلائیوں کو فروغ ہوتا ہے جن کو خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلائی قرار دیتے ہیں اور ان برائیوں کو روکنے کا موقع ملتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائی کہتے ہیں۔اسلامی حکومت کے قیام سے زنا،شراب،قمار بازی،فحش لٹریچر اور فحش گانوں جیسے منکرات سے ملک کو بچانا ممکن ہوجاتا ہے۔ان تمام نقاط سے اسلامی حکومت کے قیام کی ضرورت اور نظام عدل کے نفاذ کی اہمیت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

مختصر یہ کہ سیاست انسانی فطرت کا تقاضا ہے ملک میں امن کے قیام،عدل و مساوات،قوانین کے نفاذ دفاع اور اس کے اتحاد کے لیے سیاست کی اہمیت مسلم ہے اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصولوں پر عمل کرانے کے لیے سیاست کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ جات:

(۱) اسلامی سیاست، مولانا گوہر رحمن، مکتبہ تفہیم القرآن، ۲۰۱۰ء، ص: ۴۶۔

(۲) دین و شریعت، مولانا محمد منظور نعمانی، ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۵ء، ص: ۱۹۹۔

(۳) سورۃ الحج: ۲۲/ ۴۱۔

(۴) قرآن کا سیاسی نظام (اسلامی سیاسی علوم و افکار پر مشتمل علوم سیاسی)، مدیر اعلیٰ محمد امین شہیدی، شمارہ پنجم، اگست ۲۰۱۳ء، جی 6/4، اسلام آباد، ص: ۳۲۔

(۵) سورۃ الحدید: ۵۷/ ۲۵۔

(۶) اسلامی ریاست، ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلی کیشنز، لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۳۸۔

(۷) سورۃ المائدہ: ۵/ ۳۳۔

(۸) سورۃ الانفال: ۸/ ۶۰۔

(۹) ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ص: ۲/ ۱۶۱۔

(۱۰) سورۃ الانفال: ۸/ ۶۱۔

(۱۱) سورۃ ص: ۳۸/ ۲۶۔

(۱۲) سورۃ بنی اسرائیل: ۱۷/ ۸۰۔

(۱۳) اسلامی ریاست، ابوالاعلیٰ مودودی، ص: ۱۳۹۔

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس (سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان) سے پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمان عاصم، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کا خطاب

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس (سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان) سے ڈاکٹر پروفیسر مسعود رضا الرفاعی الشامی، چیرمین انٹرنیشنل اکیڈمی آف صوفی سکالرز، برطانیہ کا خطاب

رپورٹ

گیارہویں سالانہ خاتون جنت کانفرنس 2024

بمقام: جامعہ نعیمیہ (گلزار فاطمہ) اسلام آباد

مورخہ 07 جنوری 2024

مقررین:

ڈاکٹر پیرزادہ نورالحق قادری صاحب، سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور، علامہ راجہ ناصر عباس جعفری، چیرمین مجلس وحدت المسلمین پاکستان، مفتی گلزار احمد نعیمی، مرکزی صدر جماعت اہل حرم پاکستان، سید ناصر عباس شیرازی، جنرل سیکرٹری مجلس وحدت المسلمین پاکستان، خواجہ معین الدین محبوب کوریجہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹ مٹھن شریف، خواجہ غلام قطب الدین فریدی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی، پیر جمیل الدین احمد چشتی صاحب، دربار عالیہ ناڑہ شریف اٹک، عبداللہ حمید گل، چیرمین تحریک جوانان پاکستان، پروفیسر مسعود رضا الرفاعی الشامی، چیرمین انٹرنیشنل اکیڈمی آف صوفی سکالرز، برطانیہ، خواجہ غلام قطب الدین فریدی صاحب، آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی، پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمان عاصم، مظہر برلاس، سینئر کالم نگار، ڈاکٹر سید علی عباس نقوی چیرمین البصیرہ، پروفیسر ڈاکٹر طاہر اسلام عسکری، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، مفتی سید محمد طیب شاہ ترمذی،

ناظم سٹیج:

ڈاکٹر محمد شیر سیالوی، ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اہل حرم پاکستان

صاجزادہ کاشف گلزار نعیمی، صدر یوتھ ونگ جماعت اہل حرم پاکستان

تلاوت:

حسن گلزار احمد

نعت رسول مقبول ﷺ:

شاہد اقبال چشتی، علی رضا ارشد، محمد اختر چشتی، محمد کمال ثانی چشتی

ڈاکٹر پیرزادہ نورالحق قادری، سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور:

حضور ﷺ کی سیرت اور زندگی کے ساتھ تین فاطمہ منسوب ہیں۔ ایک ہیں فاطمہ بنت عمر و حضرت خواجہ عبدالمطلب کی زوجہ اور بیگم ہیں۔ فاطمہ بنت عَمر کے بارے میں سننے اور کہنے کو مل رہا ہے یہ حضرت خواجہ ابوطالب اور حضرت خواجہ حضورؐ کے والد عبداللہ اور حضورؐ کے ایک چچا تھے

حضرت خواجہ زبیر اور سیدہ عاتقہ اور سیدہ عروہ انکی والدہ ہے اور عبد المطلب صاحب کی زوجات اور بیگمات میں سے یہ واحدہ قرشیہ ہے اور جب حضور ﷺ کی والدہ کی اس جہان فانی سے رحلت ہوگئی حضرت سیدہ طیبہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی تو اسکے بعد انکی نشوونما ابتدائی عمر میں حضور ﷺ کی حضرت فاطمہ بنت عَمر نے کی، اور حضورؐ نے فاطمہ کا جو نام رکھا ہے وہ فاطمہ بنت عَمر اور فاطمہ بنت اسد کی نسبت سے رکھا ہے دوسری فاطمہ جو ہے وہ فاطمہ بنت اسد ہے حضرت خواجہ ابو طالب کی اہلیہ حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ اور جس کے بارے میں حضور ﷺ نے آپکی قبر میں اتر کر کہا تھا کہ فاطمۃ بنت اسد والدتی وامی یہ حضور ﷺ کسی کی قبر میں نہیں لیٹے ہیں یہ اعزاز ابو طالب کے گھرانے کو حاصل ہے کہ حضور ﷺ آپکی اہلیہ اور حضرت علی کی والدہ کے قبر میں آپکی تدفین سے پہلے لیٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میری والدہ ہیں اور اسکا خاص خیال رکھنا ہے، ارحمہا رحمۃ واسعۃ واسع رحمت اس کیلئے فرما، ایک فاطمہ بنت اسد ہے اور فاطمہ بنت اسد نے حضور ﷺ کی جو کفالت کی ہے کہ جب چونکہ خواجہ ابو طالب عیالدار تھے کنبہ بڑا تھا اور اس طرح جو باقی خانوادے بنو ہاشم کی وسعت اور فراخی تھی آپ کے ہاں اس طرح کی فراخی نہیں تھی تو جب گھر میں ماحضر کا دسترخوان سجتا تھا تو سارے حضرت ابو طالب کے بیٹے بیٹیاں دسترخوان پر حاضر ہوتی تھیں حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد کھانا اس وقت تک نہیں کھولتی تھی جب محمد ﷺ نہیں بیٹھتے تھے اور اسکی وجہ آپ یہ فرماتی تھی کہ محمد ﷺ بیٹھتے ہیں تو کھانے میں برکت ہو جاتی ہے کھانا بچ جاتا ہے تو پھر ہم کھانا لوگوں میں بھی تقسیم کر دیتے ہیں۔ تو دوسری فاطمہ فاطمہ بنت اسد ہے،

تو پھر اس کے بعد فاطمہ بنت سیدنا محمد ﷺ ہے اور میں جب سیرت، تاریخ کھول کر بیٹھتا ہوں تو یوں سمجھتا ہوں کہ حضور کو ایک فاطمہ نے دوسری فاطمہ کے حوالے کیا اور دوسری فاطمہ نے پھر تیسری فاطمہ کے حوالے کیا اور جب حضور ﷺ فرماتے ہیں ام ابیہا حضرت فاطمہ کہ یہ اپنے والد کی والدہ ہے ایک تو یہ فطری پدرانہ شفقت سے یہ جملہ کہا جا سکتا ہے اور کہا گیا ہو گا لیکن صوفیاء اس کا ایک اور مفہوم لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی حضور ﷺ کہنا یہ چاہتے تھے یہ میری، اپنے والد کی والدہ ہے یعنی اس کی نسل اور بطن سے میری سیرت اور صورت اور کردار کے لوگ آگے پیدا ہوں گے گویا کہ دوبارہ محمد ﷺ کی صورت اور سیرت کے حامل لوگ جو ہیں وہ اس نسل سے آگے پیدا ہوں گے۔

مفتی گلزار احمد نعیمی، مرکزی صدر جماعت اہل حرم پاکستان:

آپ نے کانفرنس کے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے بہت ہی پر مغز خطابات سنے ہیں میں آپ احباب کی خدمت میں صرف شکریہ ادا کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں میں شکر گزار ہوں قائد محترم سیدی وسندی حضرت پیرزادہ ڈاکٹر نور الحق قادری صاحب کا کہ آپ ہمیشہ ہماری سرپرستی فرماتے ہیں اور دیگر حالات میں بھی آپ تشریف لاتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں پیر خواجہ قطب الدین فریدی صاحب دامت برکاتم العالیہ کا شکر گزار ہوں پیر جمیل صاحب کا ہمارے علاقے کی بہت ہی روحانی شخصیت ہیں تشریف لائے ہیں انہوں نے میرا مان بڑھایا ہے ان کی تشریف آوری میرے لیے بہت ہی قابل صد تحسین ہیں برادر مکرم جناب سید ناصر عباس شیرازی صاحب ہمیشہ کی طرح محبت فرماتے ہیں اور ہمیشہ وہ ہمارے ساتھ قدم بقدم چلتے ہیں اور بہت سارے معاملات میں ہماری سرپرستی بھی

کرواتے ہیں ڈاکٹر حبیب الرحمن عاصم صاحب کا تو شکریہ کیا یہ تو محفل ہی ان کی ہے اور ہمیشہ نئی جہتوں کو متعارف کراتے ہیں اور یہ بھی بہت ہماری سرپرستی فرماتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالی ان کو عمر خضر عطاء فرمائے اور میرے بہت ہی پیارے دوست ڈاکٹر مسعود رضا رفاعی صاحب اور پیر زادہ ریاض الدین چشتی صاحب ان کے ساتھ تو میری بہت ہی محبتیں ہیں میں نے اور انہوں نے ایک ہی مدرسے میں حفظ کیا اور بچپن سے دوستانہ مراسم ہیں اور محبت فرماتے ہیں اور تشریف لاتے ہیں آج جو خطابات ہوئے ہیں اور جتنے بھی احباب یہاں پہ تشریف فرما ہوئے ہیں علماء کرام کی کثیر تعداد ہے اللہ سبحانہ وتعالی سب کا یہاں پہ آنا قبول ومنظور فرمائے۔

سید ناصر عباس شیرازی صاحب، سیکرٹری جنرل مجلس وحدت المسلمین پاکستان:

آپ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ایک سوشل سائنٹسٹ کے طور پہ اور بین الاقوامی امور کے ایک ماہر کے طور پہ جو میں اپنی فائنڈنگز دیکھتا ہوں تو بدقسمتی سے ہمارا خانوادہ بحران کا شکار ہے کہ کیسے ایک آئیڈیل خانوادہ فیملی ایگزوسٹ کرتی ہے جس میں ایک خاتون کا رول ہے جس میں ایک خاوند کا رول ہے جس میں ایک بچے کا رول ہے اس کے اندر جو محوریت ہے وہ خاتون خانہ کی ہوتی ہے اور یہاں مشکل یہ ہے کہ ہم اس آئیڈیل کو باقاعدہ پریکٹیکل آئیڈیالائز نہ کرنے اور رول ماڈل نہ بنانے کی وجہ سے یہ بحران ہمارے گھروں میں بڑھتا جا رہا ہے اور گھر ایک مستحکم یونٹ نہیں بن پا رہے یہاں سے اگلا مرحلہ سوسائٹی کے اندر بھی یہی بحران ہمیں نظر آتا ہے اور سوسائٹی سے اگلا مرحلہ عالمی سطح پر ہے اس وقت مغرب کے اندر بھی جو بحران ہے وہ یہی بحران زیادہ ہے کہ ان کی سوسائٹی کلیپس کر گئی ہے ان کا خانوادہ کلیپس کر گیا ہے اور جب ہم عالمی سطح کے اوپر آتے ہیں تو وہاں پر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب ظلم اور استحصال ہے تو اس ظلم اور استحصال کے مقابلے میں کیا کوئی اجتماعی ذمہ داری بھی ہے کیا ہر انسان اس حوالے سے اپنی کوئی ذمہ داری رکھتا ہے یا نہیں رکھتا تو ایسی صورت میں ہمیں پھر در جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا پہ آنا پڑے گا جب ہم در زہرا سلام اللہ علیہ پہ آئیں گے تو ہمیں ایک ایسی خاتون کا رول ملے گا کہ جس کو تربیت رسالت کی طرف سے حاصل ہوئی ہے اور تربیت کا معیار یہ ہے کہ وہاں خانوادہ اس طرح ہے کہ ایک طرف جناب علی ہیں ایک طرف جناب حسن ہیں ایک طرح جناب حسین ہیں ایک طرف جناب زینب سلام اللہ علیہ ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمان عاصم صاحب، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد:

آپ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سیدۃ نساء اھل الجنۃ آپ کے بارے میں جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے میں صرف ایک جانب بہت ہلکا سا اشارہ کرنا چاہوں گا لوگ کہتے ہیں سیدہ کے بارے میں مواد نہیں ملتا بات یہ ہے کہ مواد کی کثرت کسی شخصیت کی عظمت کی علامت نہیں ہوتی چند کلمات اگر ایسے میسر آجائیں جن کے سامنے سارے مکتب سر جھکا لیں تو وہ چند کلمات حقیقت میں آنے والے لوگوں کی زندگیاں بدل سکتے ہیں آپ علیہ السلام کا یہ فرمان متفق علیہ روایت کہ آپ کا اٹھنا آپ کا بیٹھنا آپ کا چلنا آپ کا پھرنا آپ کے اخلاق آپ کے آداب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی مشابہت رکھتے تھے اور اگر کوئی مشابہت میں سب سے بہتر شخصیت نظر آتی ہے تو وہ سیدہ فاطمۃ الزہرا کی ہے اس ایک نقطے کو سمجھ لیجیئے تو پھر سیرت پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں درحقیقت وہ سیدہ فاطمہ کے بارے میں

لکھی گئی ہیں پھر آپ علیہ السلام کے جتنے بھی کردار پیش کیے گئے ہیں درحقیقت وہ سیدہ فاطمہ کے کردار پیش کیے گئے۔

حضرت خواجہ غلام قطب الدین فریدی سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ محمد یار فریدی:

آپ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ متنبی کا ایک مصرعہ عرض کرتا ہوں کہتے ہیں کہ ایک عاشق اپنے محبوب کے دروازے پہ چلا جاتا ہے گھپ اندھیرا تھا آندھی بھی تھی اس کے باوجود بھی وہ وہاں پہ پہنچ گیا سب عوامل کے باوجود میں وہاں پہنچ گیا کیسے پہنچ گیا کہتا ہے کالید الی الفم اندھیرے میں جیسے ہاتھ اپنے منہ کا راستہ خود بخود تلاش کر لیتا ہے میں ایسے ہی وہاں پہنچ گیا ہوں تو میں آج یہاں اسی طرح ہی پہنچ گیا ہوں نہیں جہاں تک جو خطابات میں نے سنے ہیں میں دراصل کوئی عالم نہیں ہوں کوشہ چینی کرتا رہتا ہوں راجہ صاحب نے بڑی خوبصورت باتیں کی اس میں ان میں انسان کے حوالے سے بھی ایک بات کی علم کے حوالے سے بھی بات کی میں بھی انسان کے حوالے سے وہ تو بڑی علمی گفتگو انہوں نے فرمائی اور میں تو چونکہ نابلد ہوں اور علماء کے سامنے میں کوئی گوشگافی بھی نہیں کر سکتا انسان کا معنی جو ہم نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ انسان بھولنے والے کو کہتے ہیں اور اس بھولنے والے سے مراد یہی ہوتا ہے کہیں چابی رکھ کے بھول گیا کہیں پرس رکھ کے بھول گیا کہیں کتاب رکھ کے بھول گیا کہ جی انسان ہے انسان کا کام ہے بھول جانا لیکن اہل تصوف کے نزدیک انسان اس کو کہتے ہیں جو اس ذات کی محبت میں پوری کائنات کو بھول جائے اس سے اگلی سٹیج کہ پھر اس کی محبت میں اپنے آپ کو بھی بھول جائے ایک اس سے بھی اگلی سٹیج ہے اور وہ یہ ہے کہ پھر اس بھولنے کو بھی بھول جائے انسان اس کو کہتے ہیں۔

ڈاکٹر پیرزادہ مسعود احمد رضا شامی الرفاعی، چیئرمین انٹرنیشنل صوفی سکالر فورم:

آپ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دیکھیں کہ آپ سلام اللہ علیہا کو ام ابیہا بھی کہا گیا کہ اپنے والد کی ماں چونکہ آپ سلام اللہ علیہا اپنے والد محترم کا اس طرح خیال رکھتی تھی جس طرح والدہ اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے تو یہاں پہلے خورشید ندیم صاحب غالباً اس طرف اشارہ کیا تھا کہ اس پہ مواد موجود نہیں ہے تو میرے علم کے مطابق کم از کم اس وقت 12 سے 15 جو میری نظر سے گزرے پی ایس ڈی کے تھیسز ہیں اس پر اردن کی یونیورسٹیز میں شام کی یونیورسٹیز میں اس طرح مراکو کی یونیورسٹیز میں، تو الحمد للہ اس پہ بہت کام ہو رہا ہے اور ہم نے اپنے پلیٹ فارم سے ایک کام کیا الحمد للہ اکثر علماء تک وہ کتاب پہنچی ہوگی مناقب اہل بیت اطہار جو ہمارے خلیفہ ہیں پاکستان میں طریقہ رفاعیہ کے مفتی ہاشم سندھی صاحب انہوں نے اس کتاب کو مرتب کیا میں نے ساری کتاب کو پڑھا اور تقریظ بھی میں نے اس پر لکھی تو میں مفتی صاحب سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک بڑا خوبصورت آپ کا پروگرام ہوتا ہے مگر اس پروگرام میں پاکستان کے جتنے بھی دینی مدارس کے طلباء ہیں ان کو سیدہ کائنات کے مختلف گوشوں کے عنوانات دے کر ایک مقابلہ کروایا جائے اور اس کانفرنس میں باقاعدہ یعنی جو اچھے مقالہ جات ہیں ان کو شائع بھی کیا جائے اور ان طلباء کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے۔

عبداللہ حمید گل صاحب، چیئرمین جوانان پاکستان:

آپ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کے دور فتن کے اندر کلمہ حق کہنا مشکل وقت ہے اور آج کے دن اگر ہم اپنے ان

بھائیوں اور بہنوں کو اور بچوں کو میرے خیال میں فراموش نہیں کر سکتے جو ابھی حالیہ ایک انتہائی بزدلانہ حملے کے اندر جن کو شہید کر دیا گیا 103 سے زیادہ لوگ وہ شہید کر دیے گئے یقیناً یہ وہ سزا ہے جو ہمیں معلوم ہے کہ کس لیے دی جا رہی ہے فلسطین کے حوالے سے ایک مضبوط موقف لینا اسلامی سربراہی ایک اجلاس کا انعقاد کرنا 23 دسمبر کو تہران میں اور وہاں تقریباً دنیا کے 70 کے قریب مما لک کو بلا کے جن میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو مسلمان مما لک میں نہیں شامل تھے اور وہ کھڑے ہوئے وہاں انہوں نے اپنا اظہار رائے کیا اور اپنے خیالات لوگوں تک پہنچائے اور یقیناً دشمن کے اوپر ایک ہیبت اور لرزا طاری ہوا اور اس کا نتیجہ پھر ہم نے دیکھا کہ وہ سوچ جس کو چار سال پہلے ایک ڈرون حملے میں عراق میں شہید کیا گیا جن کو سردار قاسم سلیمانی شہید کہا جاتا ہے اور اس کے بعد ایران کے اندر کس طریقے سے کہرام مچایا لیکن کیا اس سے حوصلے پست ہو گئے یا بلند ہو گئے دیکھنا یہ ہے کہ آج پاکستانی قوم شانہ بشانہ اپنے لوگوں کے ساتھ اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنے برادر اسلامی ملک ایران کے ساتھ کھڑی ہے۔

مظہر برلاس، سینئر کالم نگار:

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب سیدہ کا ذکر اتنا ہی کافی ہے کہ نبیوں کے تاجداران کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے وہ اس جہان میں بھی کھڑے ہوتے تھے اگلے جہان میں بھی کھڑے ہوں گے لیکن ہمیں اس بات پہ غور کرنا چاہئے کہ بی بی پاک کے گھر سے جو حق کے لیے جنگیں لڑی گئیں اس پہ ہم بات نہیں کرتے آپ دیکھئے کہ مولا علی علیہ السلام ساری زندگی حق کے لیے ظالمانہ قوتوں سے لڑتے رہے پھر بی بی پاک کے فرزند جناب حسین علیہ السلام کی قربانی سب کے سامنے ہے یہاں امت کی بڑی باتیں ہوتی ہیں، بدقسمتی سے اسی امت سے ظالمانہ قوتیں پیدا ہوئیں تو پھر واقعہ کربلا جیسے واقعات ہوئے اور بدقسمتی سے وہ ظالمانہ قوتیں آج بھی امت مسلمہ میں موجود ہیں اور مسلمان حکمرانوں کی اکثریت فلسفہ یزید کے قریب ہے یہ کیا مذاق ہے کہ ابن زیاد کی طرح اپنے لوگوں پہ ظلم ڈھاؤ اپنے لوگوں پہ زندگیاں تنگ کرو اور حکمرانی کرتے جاؤ اگر یہ مسلمان حکمران فلسفہ یزید کے قریب نہ ہوتے تو کسی کی جرات نہ ہوتی کہ غزہ میں میرے بہن بھائیوں کو قربان کر دیا جاتا ہے، یہ ایک غلطی ہے ہم جی مسلمان ہیں جی یہ کس چیز کے مسلمان ہوئے کیا آپ انہیں بھی مسلمان کہہ دیں گے جو کربلا میں جنہوں نے نواسہ رسول کو شہید کیا ان کے ساتھیوں کو شہید کیا کیا تعلق ہو سکتا ہے ایسی قوتوں کا اسلام کے ساتھ اور آج جو مسلمان حکمران امریکہ کی غلامی میں اپنی چند روزہ حکومتوں کی خاطر اپنے لوگوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں وہ ناقابل معافی ہیں یہ جرم ہے یہ کہنا کہ فلاں ادارے خدا اداروں سے حساب نہیں لیتا خدا انسانوں سے حساب لیتا ہے یہ چند ٹکوں کی نوکریوں کی خاطر اپنے لوگوں پر ظلم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام کے ساتھ ظلم ہے زیادتی ہے اسی لیے آج عالم کفر کو اتنا حوصلہ اور ہمت ہے کہ وہ ہمارے گلے کاٹ رہے ہیں ہمارے بچوں پہ بھاگتے رہ رہے ہیں اور مسلمان حکمران اپنے چند روزہ اقتدار کیلئے وہ اپنے منہ میں گھنگریاں ڈال کے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سید علی عباس نقوی صاحب، چیئرمین البصیرہ:

ڈاکٹر سید علی عباس نقوی صاحب نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں چند نکات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو یہ خاتون جنت

کانفرنس ہے درواقع عید میلاد النبی کی تکمیل ہے اگر دیکھا جائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے بدن کا حصہ ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم عید میلاد النبی منائیں اور سیدہ فاطمہ کا جشن نہ منائیں اور احادیث کے پیش نظر واقعی مفتی صاحب نے عظیم الشان کانفرنس منعقد کی درواقع یہ تکمیل عید میلاد النبی ہے ایسے میں ایک نقطہ جو بڑا اہم ہے میں سمجھتا ہوں ایک دو نکات بیان کرنا چاہتا ہوں ان میں سے یہ کہ اگر ہم بی بی سلام اللہ علیہا کی اسوہ کو سمجھنا چاہتے ہیں ان کی سیرت کو سمجھنا چاہتے ہیں ان کی زندگی اور افکار کو، طرز فاطمہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ان کی شناخت حاصل کریں ان کی عظمت ان کے فضائل ان کی سیرت کو جاننا چاہیے درواقع اگر ہم ان کی سیرت کو جاننا چاہتے ہیں ان کے افکار کو جاننا چاہتے ہیں ان کی سیرت اسوہ کو جاننا چاہتے ہیں تو درواقع یہ شناخت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یعنی اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم سیرت بی بی سلام اللہ الہ سے آگاہی حاصل نہ کریں۔

خواجہ محبوب الدین کوریجہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹ مٹھن شریف:

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کی دو اشعار پیش کرکے اجازت لوں گا آپ فرماتے ہیں کہ میں فقط پیدا ہوا ہوں وصف پنجتن کے واسطے اور ایک اور جگہ پہ فرماتے ہیں کہ

جس کو ہے تیری آل کے حق میں خیال ضد
ملعون ہے زمیم ہے ولد الحرام ہے

اب سیدہ کائنات کا جب ذکر ہوتا ہے جب اسم مبارک م سامنے آتا ہے سچی بات ہے میری تو کیفیت بھی بدل جاتی ہے کہ ہمیں صدیاں بیت گئی اہل بیت کے ذکر سے ہم محروم رہے درمیان میں مختلف مسائل کھڑے کر کے اہل بیت کو پیچھے ہٹا دیا گیا ابھی بھی میں دیکھ رہا تھا کل پرسوں کہ سیدہ کائنات کا یوم پیدائش چل رہا ہے لیکن سوشل میڈیا اور میڈیا چینلز پر کسی اور کا ذکر ہو رہا ہے یار ایسا ظلم تو نہ کرو جس کا جو حق بنتا ہے وہ تو دو نا اگر وہ نہیں دے سکتے تو کم از کم ان کو کسی اور کے نام لے کے تو ڈومینیٹ نہ کرو صرف ایک میں سوال کرتا ہوں مجھے ابھی تک جواب نہیں ملا جب سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا تشریف لاتی تھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کیوں ہو جاتے تھے اگر یہ سنت تھی تو پھر صحابہ کیوں نہیں کرتے تھے یہ اور اگر سنت نہیں تو پھر یہ کیا تھا کہ آپ دو قدم آگے جا کے استقبال فرماتے ہیں اپنی مسند پہ بٹھاتے ہیں، صحابہ کو نہیں پتہ تھا 1400 سال بعد میں بھی تو یہ بات کر رہا ہوں نا تو صحابہ اس پہ کیوں نہیں عمل کرتے تھے اور اگر یہ سنت نہیں تھی تو کیا تھا پھر آج ہمیں میڈیا کے ذریعے کہا جاتا ہے کہ کروڑوں لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اربعین پہ اکٹھے ہوتے ہیں تو وہ امام حسین جن کے مزار پر کروڑوں اکٹھے ہو رہے ہیں وہ تو سیدہ کے پیروں پہ اپنے سر رکھتے تھے پھر اس مقام کا کیا تعین کریں گے ہم پھر اس مقام کا کیا آپ احاطہ کر سکتے ہیں۔

پروفیسر طاہر اسلام عسکری صاحب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد:

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ آج اس دور میں ہمیں سب سے زیادہ اگر ضرورت ہے اپنے تہذیبی تشخص کو بحال

رکھنے کی اور اپنی معاشرتی اقدار کو فعال رکھنے کی اور اپنے خاندان نظام کو ہر طرح کے چیلنج سے محفوظ رکھنے کی تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے مقدس گھرانے کے طرز عمل کو اپنا اسوہ بنائیں مشعل راہ بنائیں اور اہل فکر کا یہ کہنا ہے کہ اگر آپ کسی بچے کو، مرد کو پڑھاتے ہیں تو آپ ایک فرد کی تربیت کرتے ہیں اور اگر آپ ایک بیٹی کو اور بچی کو تیار کرتے ہیں تو آپ ایک نسل کی تربیت کا سامان کرتے ہیں اس لیے کہ اسی سے خاندان کا تسلسل ہے تو اس اعتبار سے آج سیدہ خاتون جنت اور سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہ وسلام اللہ علیہا آج ان کی پاکیزہ سیرت اور ان کی شخصیت کے وہ پہلو آج ہمیں خود بھی سمجھنے ہیں اور پھر آگے اپنی نوجوان نسل کو اور اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو منتقل بھی کرنے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جو حضرت فاطمہ کا تعلق تھا وہ ہم سب جانتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو کائنات میں سب سے عزیز اگر کوئی ہستی تھی تو وہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہ تھی۔

مفتی سید طیب شاہ ترمذی، صدر سادات فاؤنڈیشن ضلع شانگلہ:

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سامعین محترم اللہ رب العزت کے پاک پیغمبر کی وہ زندگی جو تمام امت اسلامی کے لیے ایک عظیم رہنمائی رکھتی ہے اور انسان کے دل میں اپنی اولاد اور اپنے قربت داروں کی محبت و دیعت اللہ رب العزت نے رکھی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہر انسان اپنی اولاد کی غمی اور خوشی کو محسوس کرتا ہے سامعین محترم اللہ رب العزت نے ہمیں رسول اللہ کی بہت ساری نسبتوں سے نوازا ہے کہ ہم ان نسبتوں کا خاطر رکھتے ہیں سب سے پہلی نسبت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ صحابہ کرام کی ہے اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے ہمیشہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی میں اور اہل بیت کے غلامی میں زندگی گزاری ہے ان سے محبت ہمارا عقیدہ اور ہمارا ایمان ہے دوسری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی ہے جو حرم مصطفی ہے تیسری نسبت جو سب سے بلند و بالا ہے وہ اہل بیت رسول کی ہے ان سے محبت ہمارا ایمان کا بنیادی جز ہے سامعین محترم اسی کے ساتھ ساتھ ان سب کی نسبتوں کی خاطر رکھتے ہوئے قرآن کریم نے ہر ایک کا وہ مرتبہ وہ منصب بیان فرمایا ہے اور پھر اہل بیت کا مقام سب سے بلند و بالا ہے کہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پنجتن پاک کو جب چادر میں بٹھایا اور پھر فرمایا یا اللہ یہ میری اہل بیت ہے اور یہ میرے خاص ہے ام سلمہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں بھی اس چادر میں بیٹھ جاؤں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ام سلمہ آپ میری زوجہ محترمہ ہے آپ خیر پر ہیں یہ میرے اہل بیت ہیں ام سلمہ کیا فرماتی ہیں چاہتی تھی کہ پیغمبر اسلام فرماتے ہیں نعم ام سلمہ آپ بھی بیٹھ جائیں ام سلمہ جو زوجہ مطہرہ ہونے کے باوجود چادر تطہیر میں بیٹھنے کے التجا کر کے اور پھر اس کے بعد فرماتی ہیں کاش اگر پیغمبر اسلام مجھے اس چادر میں بٹھا دیتا تو جہاں پوری کائنات میں جہاں پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے یہ میرے لیے اس سے زیادہ بہتر ہوتا۔

کانفرنس میں صاحبزادہ کاشف گلزار نعیمی، صدر یوتھ ونگ جماعت اہل حرم پاکستان نے قرارداد پیش کی:

آپ نے کہا کہ یہ کانفرنس 11 ویں سالانہ کانفرنس ہے اور جب بھی سیدہ کا تذکرہ ہوتا ہے ہماری نگاہیں بھی جھک جاتی ہیں ہمارا جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے ہم یہ سوچتے ہیں کہیں اس بارگاہ میں بے ادبی نہ ہو جائے آپ کا نام لیتے ہوئے، وہاں کچھ ملعون آپ کو خطاء پر کہتے ہیں یقیناً

آج کے اس مجمع میں قرارداد پیش کرنا چاہوں گا۔

(i) کہ جوملعون سیدہ کے حوالہ سے خطاء پر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے وہ خود خطا ابن خطا ہے ۔وہ خود خطا پر ہے اس کے بڑے خطا پر ہوں گے،اس کی نسلیں خطا پر ہوں گی

(ii) دوسری بات عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم مکمل طور پر فرقہ واریت سے انکار کرتے ہیں اور اتحاد بین المسلمین سے ہم پیار کرتے ہیں ہمارا مشن مسلمانوں کو جوڑنا ہے اور امت مسلمہ کے بکھری ہوئی شیرازہ کو ایک کرنا ہے

(iii) آج کا یہ اجتماع اسرائیل کی جارحیت اور فلسطین پر ظلم وستم کی بھر پور مذمت کرتا ہے اور ہم سب مل کر اپنے فلسطینی مسلمان بہن بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور انشاء اللہ کھڑے رہیں گے۔

اعلامیہ گیارہویں سالانہ خاتون جنت کانفرنس 2024

آج مورخہ 7 جنوری 2024 کو گیارہویں سالانہ خاتون جنت کانفرنس جامعہ نعیمیہ اسلام آباد میں منعقد ہوئی، کانفرنس کی صدارت سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی جناب پیرزادہ ڈاکٹر نور الحق قادری نے کی، مہمان مقررین نے بنت رسول ﷺ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سیرت پر روشنی ڈالی۔اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل نکات پر گفتگو کی گئی۔

☆ مقررین نے کہا کہ سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی سیرت عکس سیرت جناب تاجدار کائنات ﷺ ہے، آپ کی سیرت ہماری خواتین کیلئے مشعل راہ اور عظیم نمونہ ہے، جناب سیدہ کی سیرت کو نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے۔

☆ اتحاد امت وقت کا تقاضا اور امت مسلمہ کی شدید ضرورت ہے، اتحاد کی ضرورت کو مدنظر رکھا جائے،لیکن یہ صرف تقاریر اور خطابات میں نہیں بلکہ عملی طور پر بھی نظر آنا چاہیئے۔

☆ آج کا یہ اجتماع غزہ میں فلسطینی مسلمانوں کی خون ریزی اور نسل کشی کی بھر پور مذمت کرتا ہے، یہ اجتماع مغربی قوتوں بالخصوص امریکہ اور اس کے حواریوں کی اسرائیل کی پشت پناہی کی بھر پور مذمت کرتا ہے یہود و ہنود کی امت مسلمہ کے خلاف سازشیں آشکار ہو چکی ہیں، کئی ہزار مظلوم فلسطینیوں کی شہادتیں،19 لاکھ فلسطینی مسلمانوں کو گھروں سے بے دخل ہونے کی اصل وجہ امریکہ اور اس کے حواریوں کی سازش سمجھتا ہے۔

☆ مقررین نے مسئلہ فلسطین پر اوآئی سی کے کردار پر افسوس کا اظہار کیا،مقررین نے مغربی اقوام کا فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے کرنے پر انہیں خراج تحسین پیش کیا جبکہ اوآئی سی کے بزدلانہ کردار کی مذمت کی،

مقررین نے کہا کہ اگر آج بھی اوآئی سی کا پلیٹ فارم متحرک ہو جائے اور امت مسلمہ متحد ہو جائے تو مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر سمیت امت کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

☆ پاکستان اسلام کا قلعہ تھا مگر مفاد پرست حکمرانوں نے اسے اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے، سیاست کے نام پر مفادات کے حصول کا کھیل جاری ہے، ایک دفعہ پھر پاکستان کو فرقہ واریت کی آگ میں جھونکا جا رہا ہے، آج کا اجتماع اس کی بھر پور مذمت کرتا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج ریاست

،علماء، سیاست دانوں اکابرین پاکستان اور عوام پر برابر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ سب مل کر پاکستان کو بچانے کیلئے متحد ہو جائیں۔

☆ یہ اجتماع سیاست دانوں پر زور دیتا ہے کہ وہ عدم برداشت کے رویوں کو ختم کریں، اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ وطن عزیز جس سنگین داخلی انتشار کا شکار ہے اس کا تقاضا ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان سے ڈاکٹر پیر زادہ نور الحق قادری صاحب، سابق وزیر برائے مذہبی امور کا خطاب

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان سے علامہ راجہ ناصر عباس جعفری، چیرمین مجلس وحدت مسلمین پاکستان کا خطاب

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان سے سید ناصر عباس شیرازی، جنرل سیکرٹری مجلس وحدت مسلمین پاکستان کا خطاب

گیارہویں عظیم الشان سالانہ خاتون جنت کانفرنس سعادت اہتمام جماعت اہل حرم پاکستان سے مفتی گلزار احمد نعیمی، مرکزی صدر جماعت اہل حرم پاکستان کا خطاب